مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بوجہ ناسازیٔ مزاج ۲۲ فروری خطبہ جمعہ کے لئے مسجد میں تشریف نہ لاسکے ؂

۲۲ فروری کو میاں نذیر احمدؐ صاحب ابن بابو فقیر علی صاحب سٹیشن ماسٹر قادیان شام کی گاڑی سے حکیم فضل الرحمان صاحب مبلغ سالٹ پانڈ (مغربی افریقہ) کی جگہ کام کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ سٹیشن پر ایک بہت بڑے مجمع نے جس میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب اور دیگر بزرگان ملت بھی موجود تھے۔ دعا کی۔ ۲۱ فروری کو مدرسہ احمدیہ کے طلباء نے میاں نذیر احمدؐ صاحب کو ٹی پارٹی دی۔ اور ایڈریس پیش کیا۔ یہ پہلے مبلغ ہیں۔ جو قادیان سے ریل گاڑی کے ذریعہ غیر ملک کے لئے روانہ ہوئے۔ ان کے پہنچنے پر حکیم صاحب چند ماہ ان کے ساتھ رہیں گے۔ تاکہ وہاں کے ضروری حالات سے واقف کرسکیں اور پھر ہندوستان کے لئے روانہ ہوں گے۔ انشاء اللہ ؂

اخبار الفضل کی ترقی کی تجاویز

اور

احباب کرام کا فرض

"الفضل" کی ترقی کی تجاویز کے متعلق احباب کرام کے جس قدر خطوط آئے ہیں۔ ان میں جہاں الفضل کی خدمات کا اعتراف نہایت شاندار الفاظ میں کرتے ہوئے اس سے بہت محبت اور دلچسپی کا اظہار کیا گیا ہے۔ وہاں بلا استثناء سب کے سب اصحاب نے الفضل کو کسی نہ کسی رنگ میں ترقی دینے اور آگے قدم بڑھانے کی رائے ظاہر کی ہے۔ چونکہ ایسے خطوط ایک بڑی تعداد میں جمع ہوگئے ہیں۔ اس لئے ان کی اشاعت عدم گنجائش کی وجہ سے روک دی گئی ہے۔ البتہ اپنی ناچیز رائے کے ساتھ نظارت دعوۃ و تبلیغ میں پیش کر دیئے گئے ہیں اب جو فیصلہ نظارت کریگی۔ اس سے احباب کرام کو مطلع کر دیا جائیگا۔ اور اس کے مطابق عمل ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ؂

فیصلہ خواہ کچھ ہو۔ احباب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جب تک وہ اخبار کی اشاعت بڑھانے کے لئے خاص طور پر کوشش نہ کریں گے۔ اس وقت تک کسی فیصلہ کا بھی عمدگی سے نفاذ نہ ہوسکیگا۔ کم از کم ایک ہزار خریدار تو جلد سے جلد مہیا کر دینا چاہیئے۔ جس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے بھی جلسہ سالانہ پر ارشاد فرمایا تھا۔ اگر احباب اس بارہ میں اپنا فرض پورے طور پر ادا کریں۔ تو کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔ کہ الفضل کو ترقی دینے کے سوال کا فیصلہ ان کی رائے کے مطابق نہ ہو۔ ورنہ تدریجی ترقی کا سوال لازماً سامنے آجاتا ہے۔ اور اس کے مطابق عمل کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوسکتا ؂

تقرر امراء

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بابو اعجاز حسین صاحب کو جماعت احمدیہ دہلی کے لئے یکم مئی ۱۹۲۹ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۳۲ء تک مقامی امیر مقرر فرمایا ہے۔

۲۔ ڈاکٹر قاضی محمد منیر صاحب کو جماعت احمدیہ امرتسر کے لئے یکم مئی ۱۹۲۹ء سے تین سال کے لئے مقامی امیر مقرر فرمایا ہے۔

ذوالفقار علی خان ناظر اعلیٰ قادیان

سالانہ تبلیغی رپورٹیں مطلوب ہیں

مجلس مشاورت کا وقت بہت قریب آرہا ہے۔ اور ۱۵۔ مارچ تک میں نے صیغہ دعوت و تبلیغ کی رپورٹ تیار کرنی ہے۔ لہٰذا جماعت ہائے احمدیہ کے سکرٹریان تبلیغ کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ بہت جلد مختصر سالانہ رپورٹیں روانہ کردیں۔ ۵۔ مارچ تک کی موصول شدہ رپورٹوں کا خلاصہ میں اپنی رپورٹ میں دے سکونگا۔ بعد کی موصول شدہ رپورٹوں کا ذکر اگر میری رپورٹ میں نہ آسکے۔ تو میں امید کرتا ہوں۔ مجھے معذور سمجھا جائے گا۔ احباب فوراً توجہ فرمائیں۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ترسیل زر بنام محاسب صاحب ہو

جناب ناظر صاحب اعلیٰ اور محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کئی بار اعلان فرما چکے ہیں۔ کہ ہر قسم کا روپیہ محاسب صاحب کے نام آیا کرے لیکن اب تک ایسا ہوتا ہے۔ کہ منی آرڈر۔ بیمہ وغیرہ ناظر صاحب بیت المال کے نام بھی آتے ہیں احباب کو واضح رہے۔ کہ چونکہ ایسی سب رقمیں محاسب صاحب ہی وصول کرتے ہیں۔ خواہ وہ ناظر بیت المال کے نام بھیجی گئی ہوں۔ اس لئے احباب آئندہ سے احتیاط کریں۔ کہ کوئی رقم بھیجتے وقت ناظر بیت المال کے نام نہ بھیجا کریں۔ اسی طرح کوئی چک یا پوسٹل آرڈر ناظر بیت المال کے نام نہ لکھا کریں۔ بلکہ محاسب صاحب قادیان کے نام لکھا کریں۔ اور رسیدات کا مطالبہ اور بھیجی ہوئی رقم کے صحیح داخل ہونے کا مطالبہ بھی براہ راست دفتر محاسب سے ہی کیا جائے۔ کیونکہ دوسرے دفتروں سے ایسا مطالبہ بالآخر دفتر محاسب سے ہی حل ہوتا ہے۔ پس براہ راست دفتر محاسب سے دریافت کرنا چاہیے۔ جہاں سے اس کا صحیح جواب جلد مل سکتا ہے۔

دفتر بیت المال اور دفتر بہشتی مقبرہ کے کل کے کل مطالبات صرف دفتر محاسب کے اندراجات پر مبنی اور منحصر ہوتے ہیں۔ پس احباب روپیہ بھیجنے کے لئے اس دفتر کو (یعنی دفتر محاسب قادیان) اصل دفتر خیال فرمائیں۔ نہ کہ کسی اور کو۔ اگر ناظر بیت المال قادیان کو کچھ لکھنا ہو۔ تو علیحدہ لکھیں۔ یا بیمہ میں بھیجیں۔ تو علیحدہ کاغذ پر لکھیں۔

ناظر بیت المال قادیان

ضرورت

معلوم ہوا ہے۔ چیف آڈیٹر ریلوے لاہور کے دفتر میں چند کلرکوں کی جگہ خالی ہے۔ خواہش مند اصحاب دفتر سے فارم منگوا کر اپنی درخواستیں بھیجدیں۔ ناظر امور عامہ قادیان

گمشدہ کی تلاش

شیخ نذر احمد صاحب مرحوم احمدی مالک مطبع ریاض ہند پریس امرتسر کا لڑکا عزیز احمد اپنی والدہ کے ہمراہ امرتسر سے ریل پر سوار ہو کر بروز جمعہ ۸۔ فروری جا رہا تھا۔ کہ لدھیانہ اسٹیشن پر اپنی والدہ سے بچھڑ گیا۔ اس کے پاس اس وقت کوئی نقدی نہ تھی۔ اس کی والدہ سخت قلق میں ہے اس کا حلیہ یہ ہے۔ رنگ سانولا۔ قد لمبا۔ جسم دُبلا۔ پنجابی اور اردو بول سکتا ہے۔ عمر قریباً بائیس سال۔ دماغ ٹھیک نہیں۔ اگر کسی دوست کو ریلوے پولیس یا ملازم ریلوے یا کسی اور ذریعہ سے اس کا پتہ مل سکے۔ تو فوراً ذیل کے پتہ پر اطلاع دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ بیوہ شیخ نور احمد صاحب مرحوم ریاض ہند پریس ہال بازار امرتسر معرفت سلطان احمد

شکریہ

بندہ جلسہ سالانہ پر بعارضہ نمونیا بیمار ہو کر نور ہسپتال میں زیر علاج رہا۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اور دوسرے جن احباب نے میری تیمار داری میں حصہ لیا۔ ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ ملک چراغدین رئیس چک نمبر ۹

درخواست ہائے دعا

۱۔ میرے والد صاحب و برادر خورد بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔ نیاز مند ذکا اللہ خاں۔ گمانیوال

۲۔ میں ایک عرصہ سے بیمار ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ اور احباب جماعت دعائے صحت فرمائیں۔ محمد ابراہیم۔ ریواڑی

دعائے مغفرت

۱۔ میرے والد منشی عبدالقادر صاحب ۲۸ جنوری ۱۹۲۹ء کو وفات پا گئے ہیں مرحوم نہایت نیک اور مخلص احمدی تھے۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ خاکسار محمد اشرف خاں تیغ اللہ چک۔ ۲۔ فضل بی بی اہلیہ مولوی غلام محمد صاحب بی۔ اے انگلش ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول کھروڑ پکا وفات پا گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ عبدالوہاب عمر (خلف حضرت خلیفۃ المسیح اول رض) ۳۔ میرے والد صاحب معمولی علالت کے بعد اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار چوہدری مولا بخش آڈیٹر دیندارہ تحصیل قصور۔ ۴۔ بریلی میں ظفر یار خاں صاحب بہت ہی پرانے اور مخلص اور خاص اوصاف کے احمدی تھے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ آپ ۱۰ جنوری ۱۹۲۹ء بروز پنجشنبہ ایک لمبی علالت کے بعد اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ غلام جبار سکرٹری انجمن احمدیہ بریلی۔ ۵۔ میری والدہ صاحبہ محترمہ بعارضہ ضیق النفس ایک عرصہ دراز تک بیمار رہنے کے بعد ۲۶ جنوری ۱۹۲۹ء اس دنیا سے رحلت فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ سخت سے سخت تکلیف کی حالت میں بھی ہمیشہ اپنے محبوب حقیقی سے دست بدعا رہیں۔ تمام جماعت کے لئے دعا کرتی رہیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے انتہائی محبت تھی۔ اور اکثر حضور کو دعاؤں کی تحریک بھی کرتی رہیں قادیان شریف اور حضور کی زیارت کا بے حد شوق رہا۔ مگر بوجہ مرض موقعہ نہ ملا۔ جس کا افسوس اخیر وقت تک ظاہر کرتی رہیں۔ تمام احمدی احباب سے درخواست ہے۔ کہ وہ مرحومہ کی مغفرت کے لئے دعا کریں۔ خاکسار سمیع اللہ احمدی شاہجہانپوری

۶۔ جناب بابو عبدالغنی صاحب سکرٹری تبلیغ انبالہ کا بڑا لڑکا عزیز عظمت اللہ مورخہ ۴/۳ فروری کی درمیانی شب فوت ہوگیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عزیز ایک ہونہار اور نیک نوجوان تھا۔ احباب کرام دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ بابو صاحب کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔ اور نعم البدل بخشے۔ اور عزیز کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔ خاکسار اللہ دتا جالندھری۔ ۷۔ میرے والد چوہدری نبی بخش صاحب احمدی بقضائے الٰہی فوت ہوگئے ہیں۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ محمد الدین احمدی چک نمبر ۵۶۵ گ ب

احمدی انجمنوں کی سالانہ رپورٹیں

جیسا کہ اعلان ہوچکا ہے۔ مجلس مشاورت امسال ۲۹۔ مارچ ۱۹۲۹ء کو شروع ہوگی۔ تمام انجمنہائے احمدیہ کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ اپنی اپنی سالانہ رپورٹ تیار کرکے ۱۰۔ مارچ ۱۹۲۹ء تک مجھے بھیجدیں۔ تاکید ہے۔ ناظر اعلیٰ قادیان

مسلمانوں کا ایک نیا انگریزی اخبار

مسلمانوں کا ایک نیا انگریزی اخبار "مسلم انڈیا" لاہور سے زیر ادارت مسٹر فضل کریم صاحب درانی عمدہ ٹائپ و اچھے کاغذ پر نکلنا شروع ہوا ہے۔ جو مہینہ میں دوبارہ شائع ہوتا ہے۔ اس کے مضامین مسلمانوں کے سیاسی اور تمدنی مسائل پر غور و خوض کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ اس مفید رسالہ کی قدردانی کریں۔ اور اس کے ناظموں کا دل بڑھائیں۔ قیمت سالانہ آٹھ روپے۔ ملنے کا پتہ منیجر صاحب اخبار مسلم انڈیا لاہور

ٹریکٹ مطلوب ہیں

سرگودہ میں ہر سال میلہ اسپاں ہوتا ہے جس پر کثرت سے ہر مذہب و ملت اور درجہ کے لوگ آتے ہیں۔ پانچ۔ چھ دن اجتماع رہتا ہے۔ چونکہ تبلیغ کا خوب موقعہ ہوتا ہے۔ اس لئے یہاں کی انجمن ہر سال میلہ پر تبلیغی جلسہ کرتی ہے۔ اس موقعہ پر ٹریکٹ تقسیم کرنے کی اشد ضرورت ہوتی ہے اب کے میلہ ۱۸۔ مارچ کو شروع ہوگا۔ اس لئے التماس ہے۔ کہ اگر کسی جماعت کے پاس کسی موضوع پر ٹریکٹ موجود ہوں۔ تو وہ بھیجکر عنداللہ ماجور ہوں۔ اختر محمد سعید سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ سرگودھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۶۷ قادیان دارالامان - مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۹ء جلد ۱۶

اچھوت اقوام کس طرح انسانی حقوق حاصل کر سکتی ہیں

انسانی مساوات اسلام میں ہے۔ نہ کہ ہندوازم میں

ہندوستان میں اسوقت ایسے برگشتہ قسمت اور حرمان نصیب بندگان خدا کروڑوں کی تعداد میں آباد ہیں۔ جن کے طفیل اگرچہ ہندو حکومت کے تمام اداروں پر متسلط اور تمام کانسٹی ٹیوشنز پر قابض چلے آرہے ہیں۔ لیکن ان سے حیوانوں سے بھی بدتر سلوک روا رکھتے۔ انہیں اچھوت جیسے ہتک آمیز لفظ سے پکارتے اور ان کے ساتھ کسی قسم کا انسانی تعلق رکھنا مذہبی طور پر ناجائز اور گناہ سمجھتے ہیں۔ اور یہ تمام انسانیت سوز اور ننگ اخلاق کارروائی مذہب کے نام پر کی جاتی ہے اور اس کی سرانجام دہی موجب ثواب سمجھی جاتی ہے۔ لیکن کچھ عرصے سے چونکہ ان لوگوں نے جنہیں ہندو اچھوت کہتے ہیں۔ آزاد خیالی کی اس رو سے متاثر ہو کر جو تہذیب حاضرہ کے باعث ملک میں پیدا ہو رہی ہے۔ اپنے حقوق کا مطالبہ شروع کر دیا ہے۔ اور ہندوؤں نے اس ڈر سے کہ کہیں یہ لوگ ان سے قطعی طور پر علیحدہ ہو کر سیاسی لحاظ سے ان کے لئے نقصان کا موجب نہ ہوں۔ اور آئندہ مردم شماری میں اپنے آپ کو غیر ہندو لکھوا کر ان کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر کے ان کے تسلط و اقتدار کو خاک میں نہ ملا دیں۔ ظاہرا طور پر ان سے اظہار ہمدردی شروع کر رکھا ہے۔ انہیں اخوت کے دل خوش کن پیغامات سنائے جاتے ہیں۔ اشدھی کی خواب آور دوائی پلائی جا رہی ہے۔ اور اپنا ایک ضروری اور اہم عضو قرار دیا جا رہا ہے۔ غرض کہ مختلف ساحرانہ کارروائیوں سے انہیں بہلانے کی کوشش کی جا رہی ہے مگر ان چالوں سے مقصود صرف یہ ہے۔ کہ وہ لوگ اس ذلت و ادبار کی زندگی سے نکلنے کے لئے کوئی جدوجہد نہ کریں۔ اور اپنی موجودہ حالت پر قانع ہو کر بیٹھ رہیں۔ ورنہ یہ خیال کرنا کہ ہندوؤں کے دل میں فی الواقع ان پسماندہ لوگوں کے لئے ہمدردی اور رحم کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں۔ حقیقت سے کوسوں دور ہے۔ یہ سب کچھ سیاسی مصالح کی بنا پر ہو رہا ہے۔ اگر ایسا نہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ ہندو باوجود ان لوگوں کو اپنا ایک اہم عضو قرار دینے کے ان سے وہ تعلقات نہیں رکھتے جو ایک عضو کو دوسرے عضو کے ساتھ ہونے چاہیئیں۔ اور انہیں اپنے جیسا انسان بلکہ اپنا بھائی کہنے کے باوجود ان سے برادرانہ سلوک روا نہیں رکھتے۔ ان سے رشتہ داریاں نہیں کرتے۔ بلکہ ان کے ساتھ بیٹھکر کھانا بھی گوارا نہیں کر سکتے۔ حتیٰ کہ اگر وہ ساتھ چھو جائیں۔ تو پنڈت مالویہ جی ایسے لوگوں کو کپڑوں سمیت نہانا پڑتا ہے۔

یہ صحیح ہے۔ کہ انگریزی تعلیم کے باعث ہندوؤں میں کچھ نہ کچھ آزاد خیالی۔ رواداری اور وسعت حوصلگی پیدا ہو رہی ہے۔ لیکن ان تمام تاثرات کا نتیجہ اچھوتوں کے حق میں صفر ہی نکلا ہے۔ اور ہندو اچھوتوں سے آج بھی وہی سلوک کر رہے ہیں۔ جو ایک ہندوستانی کی پیشانی کو غیروں کے سامنے عرق انفعال سے تر کرنے کا موجب ہے۔ سرپی سی رائے نے جو بنگال کے ایک مشہور لیڈر ہیں۔ گذشتہ دنوں سٹوڈنٹس برادرہڈ کے ایک اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا۔

"ایک صدی کی انگریزی تعلیم کے باوجود بھی ہم میں اتنی اخلاقی جرأت نہیں ہوئی۔ کہ ہم اچھوت کہلانے والے بھائیوں کے ہاتھ کا ایک گلاس پانی بھی قبول کر لیں" (تیج)

اصل بات یہ ہے۔ ان بدقسمت بندگان خدا کے لئے ہندوؤں کے مذہبی قوانین اس قدر سخت اور تحقیر و تذلیل کا پہلو لئے ہوئے ہیں۔ کہ ہندو سیاسیات کے پیش نظر خواہ کتنی تاویلات سے کام کیوں نہ لیں۔ وہ اپنے تمدن میں اس قدر تبدیلی اور تغیر نہیں کر سکتے۔ کہ ہندو سوسائٹی میں ایک اچھوت کہلانے والا معزز جگہ حاصل کر سکے۔ اور چونکہ ان لوگوں کو اپنے اندر جذب کرنے کے راستہ میں مذہبی قوانین آہنی کی ایک ناقابل عبور دیوار حائل ہے۔ اس لئے جو لوگ ہندوؤں کی سحر کاری اور پھسلاہٹ کا شکار ہو کر شدھی کے ذریعہ سیاسی حقوق کے حصول میں ان کا آلۂ کار بننے پر رضامند بھی ہو جاتے ہیں۔ وہ یہ دیکھ کر کہ ہندو انہیں برادری سے علیحدہ کرنے کے بعد ان سے کوئی ہمدردانہ سلوک نہیں کرتے۔ بلکہ مطلب برآری کے بعد انہیں دھتا بتا دیتے ہیں۔ بہت جلد سماج سے انقطاع تعلق پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

یہ معلوم کرنے کیلئے کہ ہندو ان خانماں برباد لوگوں سے شدھ کرنے کے بعد کیسا شریفانہ سلوک کرتے ہیں۔ مسٹر سنت رام صاحب بی اے سیکرٹری جات پات توڑک منڈل کے حسب ذیل الفاظ ملاحظہ کرنے چاہیئیں۔

"گورداس پور ضلع میں ڈوم نام کی ایک اچھوت ذات ہے۔ کچھ برس ہوئے۔ آریہ سماج نے انہیں شدھ کیا تھا مگر ان کو اپنے اندر جذب کرنے کی بجائے "مہاشہ" نام سے ایک الگ ذات بنا دی گئی۔ آج اس علاقہ میں اونچی ذات کا کوئی ہندو آریہ سماجی اپنے نام کے ساتھ لفظ "مہاشہ" کا استعمال نہیں کرتا" (پرتاپ ۱۸ اکتوبر)

بھلا جس سوسائٹی میں ان لوگوں کو ایسا ذلیل سمجھا جاتا ہو۔ وہ ایسے لوگوں کو کہاں جذب کر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حقیقت آگاہ ہندو بھی شدھی کی تحریک کی ناکامی کا احساس کر چکے ہیں۔ اور اسے محض تضیع اموال اور ملک کے لئے امن سوز جنگاری سے تعبیر کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہندوؤں کا ایک اخبار پریم پرچارک (۷ جنوری ۱۹۲۹ء) لکھتا ہے:-

"آجکل شدھی اور سنگھٹن کا بہت شور سننے میں آتا ہے۔ مگر ہندوؤں کا مذکورہ بالا تحریکوں کی اشاعت اور سرگرمیوں پر تمام روپیہ مفت برباد ہو رہا ہے۔ اور وہ ناحق مسلمانوں اور عیسائیوں کو نکتہ چینی سے اپنا دشمن بنا رہے ہیں ... ... کیا کوئی عیسائی اور نو مسلم اپنے سابقہ دھرم یا سوسائٹی میں واپس آنے کے لئے تیار ہوگا۔ جو اس کے ساتھ روٹی بیٹی کے لین دین میں شریک نہ ہوگی۔ اور جو اسے انسانی حقوق عطا کرنے میں پس و پیش کریگی"

اسی غیر منصفانہ اور ظالمانہ سلوک کا ذکر کرتا ہوا اخبار مذکور اس حقیقت کا اعتراف کرتا ہے:-

"ظالم اور مظلوم۔ آقا اور غلام۔ جابر اور مجروح میں کبھی بھی دوستی اور اتحاد نہیں ہو سکتا۔ اچھوت اور دلت ادھار ہرگز ہرگز ہندو دھرم میں نہیں رہیں گے"

لیکن سوال یہ ہے۔ کیا ان مظلوم۔ غلام اور مجروح لوگوں کی حالت کی حقیقی اصلاح اور ترقی کی کوئی صورت اور ذریعہ بھی ہے یا نہیں۔ اس بارے میں ایک بار نہیں کئی بار ہم مسلمانوں کو ان کے فرائض سے آگاہ کر چکے ہیں۔ ایک مسلمان کی پیدائش کی غرض ہی خدمت خلق۔ غریبوں کی امداد۔ گرے ہوؤں کو اٹھانا اور ڈوبتے ہوؤں کو بچانا ہے۔ غلاموں کی رستگاری مصیبت زدوں کی دلجوئی اور مجروحین کی تشفی ہر مسلمان کا مذہبی فرض ہے اور مسلمانوں کا اچھوت اقوام کو ذلت و نکبت سے نکلنے میں مدد نہ دینا اپنے مذہبی فریضہ کی ادائگی میں غفلت کے مترادف ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیئے۔ اپنے حلقہ اثر و رسوخ میں اچھوت اقوام سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو اس حقیقت سے پوری طرح آشنا کر دے۔ کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو ان کے تمام انسانی حقوق حاصل کرنے کا ضامن ہو سکتا ہے کیونکہ اسلام میں وجہ احترام نسب اور مال و دولت نہیں۔ بلکہ ذاتی شرافت اور تقویٰ ہے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہی ایک انسان تمام انسانی اور تمدنی حقوق کا مستحق ہو جاتا ہے۔

یہ محض زبانی دعوے ہی نہیں۔ بلکہ اسلام کی اس رواداری سے فائدہ اٹھا کر لاکھوں کروڑوں اچھوت آج باعزت و سرفرازی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہندو ان سے کسی قسم کا تحقیر آمیز سلوک

کرنے کی کبھی جرأت نہیں کر سکتے۔ اور کسی کو آج خیال بھی نہیں آتا۔ کہ ان کا سلسلہ نسب ان لوگوں سے ملتا ہے۔ جن کے سایہ سے ہندو بھرشٹ ہو جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ اس واقعیت کا اقرار بھی اخبار مذکور نے بایں الفاظ کیا ہے:۔

"جب مسلمان اور عیسائی حکومتیں مستحکم ہو گئیں۔ اور جب ہندوستان کے مظلوم اچھوتوں نے دیکھا۔ کہ مسلمان اور عیسائی مذہب اختیار کر کے وہ سیاسی ناقابلیتوں سے آزاد ہو جائیں گے۔ ملک کے دیگر باشندے ان پر ظلم نہیں کر سکیں گے۔ انہیں دیگر شہریوں کی طرح تمام حقوق بآسانی مل جائیں گے۔ اس لئے انہوں نے مذہب اسلام قبول کر لیا۔ چنانچہ مشرقی بنگال میں جہاں اچھوت کی بیماری نے نہایت مکروہ شکل اختیار کر لی تھی۔ ۷۵ فی صدی ہندوؤں نے اسلام قبول کر لیا۔ ایسے ہی صوبہ مدراس میں جہاں اسلامی حملہ آور مشکل سے پہنچے تھے۔ کروڑوں ہندو مسلمان ہو گئے ...... جو لوگ ہندوستان میں اسلامی مذہب کی اشاعت کا بڑا سبب اسلامی تلوار قرار دیتے ہیں۔ وہ غلطی کرتے ہیں۔ ...... اس میں بڑا حصہ ہندوؤں کی مذہبی اور مجلسی غیر رواداری بے انصافی اور مظالم کا تھا۔ جن سے تنگ آ کر ہندوؤں نے غیر مذاہب کی شرن قبول کر لی"۔

ان الفاظ سے جہاں یہ ثابت ہے۔ کہ مسلمانوں پر ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بنانے کا جو الزام لگایا جاتا ہے۔ وہ خود سمجھدار ہندوؤں کے نزدیک بھی غلط اور جھوٹا ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ ہندو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اچھوتوں کو انسانیت کے ضروری حقوق اسلام میں ہی مل سکتے ہیں۔ اور لاکھوں انسانوں کو ملے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد اچھوتوں سے مسلمانوں کی ہمدردی کا اعتراف اور ان کے حلقہ بگوش اسلام ہونے کے فوائد کے متعلق لکھا ہے۔

"مسلمان فی الواقعہ نیچ ذات اور اچھوت ہندوؤں کو اٹھا کر بہتر انسان بنانے میں مدد کرتے ہیں۔ وہ فی الحقیقت محسن انسان ہیں۔ ان کے ساتھ مساویانہ سلوک کرتے ہیں۔ اکٹھا کھانا پینا اور بیٹی کا لین دین کرتے ہیں۔ ...... الغرض اچھوت اس مذہب میں شامل ہو کر زیادہ آرام دُکھ کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ کم از کم وہ اونچی ذات کے ہندوؤں کی دُر دُر اور پھٹکار سے توبچ سکتے ہیں۔ پبلک سکولوں میں تعلیم و تربیت حاصل کر سکتے ہیں۔ وہ مذہب کی تبدیلی سے ہندوؤں سے مصافحہ کر سکتے ہیں۔ اور ان کی میز پر بیٹھ کر کھانا کھا سکتے ہیں۔ مگر جب یہ لوگ ہندو سوسائٹی کے ممبر تھے۔ انہیں مذکورہ بالا مجلسی حقوق حاصل نہیں تھے"۔

یہ ایک ہندو اخبار کے الفاظ ہیں۔ انہیں احاطہ تحریر میں لاتے ہوئے ایک ہندو کی جو حالت ہو سکتی ہے وہ ظاہر ہے۔ مگر صداقت آخر صداقت ہے۔ دشمن سے بھی اپنا اعتراف کرائے بغیر نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ ہندو اقرار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ کہ اچھوت اقوام کو انسانی مساوات مسلمانوں میں ہی مل سکتی ہے۔ ہندو کبھی انہیں انسانی حقوق نہیں دے سکتے۔ اب یہ مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ یہ بات اچھی طرح اچھوت اقوام کے ذہن نشین کرائیں۔ تاکہ وہ اس راستہ پر گامزن ہو سکیں۔ جو انہیں فلاح و بہبود کی منزل تک پہنچانے والا ہے۔

بمبئی کے مظلوم پٹھانوں کے خلاف ہندوؤں کا جنون

ہندوؤں میں یہ نہایت ہی خوفناک مرض ہے۔ کہ وہ اپنی قوم کے مجرموں کی جا و بے جا حمایت کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس طرح چونکہ مفسدہ پردازوں کو اعادہ جرم کی جرأت ہوتی ہے اس لئے ملک سے فتنہ و فساد کا دروازہ بند ہونے میں نہیں آتا۔ عبدالرشید کے پھانسی پانے کے موقعہ پر جو ہنگامہ دہلی میں ہوا۔ اور جس کے متعلق فرض کر لیا گیا۔ کہ اس میں ہندوؤں کو زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ مسلم رہنماؤں نے فساد میں شریک ہونے والے مسلمانوں کے خلاف اظہار نفرین کیا۔ حتیٰ کہ چندہ جمع کر کے ان ہندوؤں کو امداد دی جنہیں فساد کے باعث نقصان پہنچا تھا۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ ہندو قوم اس قسم کی ایک بھی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے کہ اس نے ظالم ہندوؤں سے اظہار نفرت اور مظلوم مسلمانوں سے ہمدردی ظاہر کی ہو۔ وہ صرف یہ جانتے ہیں۔ ہندو خواہ ظالم ہوں خواہ مظلوم۔ ہر حال میں مستحق امداد ہیں۔

حال میں بمبئی کے ہندوؤں نے غریب الوطن اور تباہ حال معدودے چند پٹھانوں پر جس طرح حملہ کر کے انہیں نہایت ہی بیدردی کے ساتھ ہلاک کیا۔ یہ ایسا دردناک واقعہ ہے۔ جس سے سنگدل سے سنگدل انسان بھی پٹھانوں سے اظہار ہمدردی پر مجبور ہو جاتا ہے۔ لیکن ہندوستان کو ۱۹۳۰ء تک سوراج دلا دینے والے پنڈت مالوی جی کا اخبار "ہندوستان ٹائمز" یہ تسلیم کرنے کے باوجود کہ۔

"فسادات کی ابتدا جاہل مزدوروں کے پٹھانوں پر حملہ کرنے کی وجہ سے ہوئی۔ جو بدقسمتی سے اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے۔ کہ پٹھان بچوں کا اغوا کر رہے ہیں"۔

پھر بھی ان فسادیوں کی امداد پر اس قدر تلا ہوا ہے۔ اور پٹھانوں کو جان و مال کا جو نقصان برداشت کرنا پڑا۔ اس کی تلافی اس طرح کرانا چاہتا ہے۔ کہ:۔

"پٹھان نہایت خوفناک انسان ہیں۔ کارخانوں کے مالکوں سے درخواست کی جائے۔ کہ وہ قیام صلح کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام پٹھان ملازموں کو برطرف کر دیں۔ نیز بمبئی شہر کو پٹھانوں سے نجات دلائیں"۔

عجیب بات ہے۔ فساد کی ابتدا ہندو کریں۔ اور بے گناہ پٹھانوں پر سنگدلانہ حملے کر کے انہیں ہلاک کر دیں۔ لیکن "ہندوستان ٹائمز" کی منطق یہ کہتی ہے۔ خوفناک پٹھان ہیں۔ اور انہیں بمبئی سے نکال دیا جائے۔ اس کی بجائے یہی کیوں نہ کہدیا۔ کہ باقیماندہ پٹھانوں کو بدکردار اور بدافعال ہندو مزدوروں کے حوالے کر دیا جائے۔ تاکہ وہ انہیں ٹھکانے لگا دیں۔ افسوس ہے کہ "ہندوستان ٹائمز" بجائے ان فسادی ہندوؤں کو بمبئی سے نکالنے کا مشورہ دے کر اپنی انصاف پسندی کا ثبوت پیش کرتا۔ الٹا مظلوم پٹھانوں کے اخراج کا مشورہ دے رہا ہے

کل اگر ہندوستان کو سوراجیہ حاصل ہو گیا۔ اور ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں پر اسی طرح ظلم و ستم روا رکھا گیا جس طرح بمبئی میں پٹھانوں پر رکھا گیا ہے۔ تو کیا اس وقت بھی یہی فیصلہ کر دیا جائیگا۔ کہ مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال دیا جائے۔ اگر ہندوؤں کی انصاف پسندی کی یہی حالت رہی۔ جس کا اظہار انہوں نے بمبئی کے فسادات تک کیا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ سوراجیہ حاصل کر کے وہ اسی قسم کے فیصلے شروع کر دیں۔

ساہوکاروں کی درازدستیاں

سرمایہ دار ساہوکاروں نے غریب زمینداروں کی موجودہ حالت کو جو غلامی سے بھی بدتر ہے۔ اور زیادہ ناگفتہ بہ بنانے اور انہیں اپنی جائدادوں اور املاک سے محروم کرنے کے لئے ایک باقاعدہ اور منظم کام شروع کر رکھا ہے۔ جسے انتہا تک پہنچانے کے لئے ایکٹ انتقال اراضی کی منسوخی کا پروپیگنڈا شروع کیا ہوا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کا ایک نوزائیدہ اخبار جس کا نام بمصداق "برعکس نہند نام زنگی کافور" "انصاف" ہے۔ ۵ فروری ۱۹۲۹ء کی اشاعت میں نہایت جرأت سے حسب ذیل غلط بیانی کرتا ہے:۔

"ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ اگر سارے پنجاب کے مالیانہ کا اندازہ لگایا جائے۔ تو یقینی طور پر وہ پنجاب کے چند شہروں کے انکم ٹیکس کی آمدنی سے زیادہ نہ ہو گا۔ جو کہ غیر زراعت پیشہ جماعت کی جیبوں سے نکلتا ہے"۔

محکمہ اطلاعات پنجاب نے اس بیان کو "غلط اور سخت مبالغہ آمیز" قرار دے کر اعداد و شمار کی بنا پر اس کی تردید شائع کی ہے۔ چنانچہ اس نے جو نقشہ پیش کیا ہے۔ وہ یہ ہے:۔

سال	معاملہ زمین پنجاب کی مجموعی میزان	انکم ٹیکس پنجاب کی مجموعی میزان
۱۹۲۳-۲۴	۵۷۴۵۷۲۳۵	۹۳۳۰۰۸۶
۱۹۲۴-۲۵	۵۱۷۰۶۸۸۸	۷۰۷۲۲۶۳
۱۹۲۵-۲۶	۵۲۱۰۳۱۲۷	۷۱۲۸۲۴۱
۱۹۲۶-۲۷	۵۲۱۷۹۵۶۳	۷۳۳۱۲۶۵
۱۹۲۷-۲۸	۵۰۳۶۷۳۹۳	۷۷۴۲۵۰۵

ان اعداد سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حکومت پنجاب کی آمدنی کا کثیر حصہ مالیہ زمین ہے۔ جو غریب زمیندار ادا کرتے ہیں۔ اس لئے ان کا حق ہے۔ کہ وہ گورنمنٹ سے مطالبہ کریں۔ کہ ان کے حقوق سرمایہ داروں کی خاطر قربان نہ کئے جائیں۔ بلکہ ان کی خوشحالی کے مزید سامان مہیا کئے جائیں۔

تبلیغ اسلام اور اشاعت مسیحیت

چونکہ یہ دنیا عالم اسباب ہے۔ اس لئے یہاں کا کوئی کام بھی خواہ وہ اپنی ذات میں کس قدر مفید اور خدا تعالیٰ کی رضا کا موجب کیوں نہ ہو بغیر ان ذرائع اور وسائل کو کام میں لائے جو خدا تعالیٰ نے اس کیلئے مقرر فرمائے ہیں۔ کبھی پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا۔ اشاعت اسلام ایک نہایت ہی نیک اور مفید خلائق کام ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ۔ لیکن چونکہ مسلمانوں نے اس کی طرف سے توجہ ہٹالی ہے۔ اور اس کے لئے نہ مالی نہ جسمانی قربانی کرتے ہیں۔ اس لئے اسلام کی اشاعت اس طرح نہیں ہو رہی۔ جس طرح غیر مذاہب جو اپنی ذات میں بالکل کھوکھلے ہیں مگر ان کے پیرو انکے لئے ہر قسم کی قربانیاں کر رہے ہیں۔ دنیا میں پھیل رہے ہیں

ایک اخبار کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ یورپین ممالک نے تبلیغ واشاعت علیسائیت کے لئے ۱۹۲۳ء میں صرف پراٹسٹنٹ فرقہ کی تبلیغی سوسائیٹیوں کو ۷۴۶۵۴۵۴ ۱ پونڈ کی گرانقدر اور بیش بہا رقم دی۔ اس کے مقابلہ میں مسلمانوں نے فریضہ تبلیغ کی ادائیگی میں کہاں تک جوش وسرگرمی کا اظہار کیا۔ اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ مسلمانان ہند کی ایک تبلیغی انجمن انبالہ میں قائم ہوئی۔ لیکن اطلاعات مشتہرہ سے پایا جاتا ہے۔ اس کی حالت بھی نہایت کمزور ہے۔ اور اس پر سکرات موت کی حالت طاری ہے۔ اس کے بقا کے لئے صرف دس ہزار روپیہ کی اپیل کی گئی تھی۔ لیکن مسلمان جن میں خدا کے فضل سے والیان ریاست۔ امراء۔ بڑے بڑے تجار اور سرکاری عہدیدار بھی شامل ہیں۔ یہ معمولی رقم بھی فراہم نہیں کرسکے +

مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ محنت۔ کوشش اور قربانی کے بغیر دنیا میں کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ اگر کوشش کی جائے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ اسلام دنیا میں بسرعت ترقی نہ کرے۔ احمدیوں کو خدا تعالےٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ جس نے اپنے فضل اور ذرہ نوازی سے انہیں اس قدر توفیق اور ہمت دی ہے۔ کہ وہ اپنی بساط سے بڑھ کر اس کے دین کی اشاعت کے لئے قربانیاں کر رہے ہیں۔ دوسرے لوگوں کو بھی اس طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور اس کی ضرورت اور اہمیت کا احساس کرانا چاہیئے +

جذبۂ ایثار وہمدردی

۱۶ - نومبر ۱۹۲۸ء کو انگلستان کی ایک بندرگاہ میں کچھ آدمی جو اپنا فرض منصبی ادا کر رہے تھے۔ ایک آبدوز کشتی کے الٹ جانے کے باعث لقمۂ اجل ہو گئے۔ صدر میونسپلٹی کی طرف سے ان کے پسماندگان کے لئے دو لاکھ روپیہ چندہ کی اپیل ۲۱ - نومبر ۱۹۲۸ء کو کی گئی۔ اور ۲۲ - نومبر ۱۹۲۸ء کو اپیل کنندہ نے اعلان کر دیا۔ کہ چونکہ دو لاکھ کی بجائے دو لاکھ ساٹھ ہزار کی رقم فراہم ہو چکی ہے۔ لہذا آئندہ کوئی صاحب چندہ نہ بھیجیں +

جس قوم میں اس قدر جذبہ ایثار و ہمدردی موجود ہو۔ وہ دنیا میں کیوں ترقی نہ کرے۔ لیکن ہندوستانیوں کی یہ حالت ہے۔ کہ یہاں کی حکومت بھی مصائب کے خطرناک طوفان کا شکار ہونے والے لوگوں کی امداد کی طرف توجہ کرتی ہے۔ تو وہ ایک قلیل رقم بطور قرض لوگوں میں تقسیم کرنے پر اکتفا کرتی ہے۔

ضرورت ہے۔ کہ اہل ہند اور خصوصاً مسلمان وقت پڑے پر ایک دوسرے کی امداد کرنے کی حکمت سمجھیں۔ اور اس پر عمل کریں۔ اس طرح قوم کی قوم کو تقویت حاصل ہوتی۔ اور زندگی قائم رہتی ہے۔ لیکن اگر گرنے والوں اور مصیبت زدہ لوگوں کو سہارا نہ دیا جائے۔ تو جہاں قومی کمزوری بڑھتی جاتی ہے۔ وہاں حوصلہ اور جرأت بھی مفقود ہوتی جاتی ہے۔ اور پھر ایسی قوم کسی دوسری قوم کے مقابلہ میں قطعاً نہیں ٹھہر سکتی +

اشارات

پنجاب کا ایک غوغائی گروہ جو اپنے آپ کو "مجلس خلافت پنجاب" کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ اور جس کی تقویت کا راز "بالفاظ معاصر:۔ "سیاست" (۱۹ فروری)" اس حقیقت میں پنہاں ہے۔ کہ جس کام میں اس کو حصول زر کی امید جھلکتی نظر آئے۔ یہ اس کو اختیار کر لیتا ہے۔ اور جب مسلمان چندہ نہیں دیتے۔ تو کسی ابن سعود کو اور اگر وہ دروازہ بند ہو جائے۔ تو کسی برلا کو لوٹ لیتا ہے"۔ جب اپنی "خیبر شکن" تقریروں کا نتیجہ دیکھ چکا۔ اور "زمیندار" یہ اعلان کرنے پر مجبور ہو چکا۔ کہ:۔

"اہل ہند کے دلوں میں شاہ امان اللہ خان غازی کی ہمدردی کا جو عمیق جذبہ موجزن ہے۔ اس کے مظاہرے اس سے قبل مختلف مقامات پر مختلف صورتوں میں ہو چکے ہیں۔ لیکن اس وقت تک یہ ہمدردی گفتار کی حد سے آگے بڑھنے نہیں پائی"

تو اپنی تخلیق کی اصلی غرض وغایت کی طرف متوجہ ہو گیا۔ یعنی امان اللہ خان کے نام سے فراہمی سرمایہ کے منفعت بخش کام میں لگ گیا

اس سرمایہ کی تحریک کا اعلان من یقرض اللہ قرضاً حسنا کی آیت طیبہ کے عنوان سے "زمیندار" نے کیا ہے۔ لیکن اس میں ایک شخص "مسٹر گنگا رام شرما" کی جس تجویز کا حوالہ دیا ہے۔ اور جسے وہ خود ایک نہ دو بلکہ تین جلی سرخیوں کے ماتحت شائع کر چکا۔ اور "ممکن العمل تجویز" قرار دے چکا ہے۔ اسے پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔ کہ روپیہ کے حصول کی امید پر کس طرح شریعت اسلامیہ کے صاف اور صریح حکم کی خلاف ورزی کرنے کی جرأت کی جا سکتی ہے +

مسٹر پالالہ صاحب کی تجویز یہ ہے:۔ "ہندوستان کے بینک یا بینکوں کی کوئی مشترکہ مجلس ۴ - فیصدی شرح سود سے ایک کروڑ روپیہ قرض دے۔ جو ۱۲ سال کے بعد واجب الادا ہو۔ اور یہ رقم بحیثیت غازی امان اللہ خان کی خدمت میں پیش کر دی جائے۔ اعلیحضرت اس رقم کے عوض تمسکات جاری کریں۔ جن کا نام تمسکات سرمایہ آزادئ افغانستان ہو۔ اور جو بارہ سال کے بعد ۵ فیصدی شرح سود کے ساتھ واجب الادا ہوں۔ اگر اعلیحضرت چاہیں۔ تو قبل از وقت بھی ادا کر دیں۔ اگر اعلیحضرت اس مدت کے اندر ادائگی کا انتظام نہ کرسکیں۔ تو نقصان کا ذمہ وار تمسک خریدنے والا ہوگا۔ نہ کہ بینک اگر کوئی شخص یکمشت تمسک کی رقم بینک کو ادا نہ کرسکے۔ تو بینک اس سے جائداد کی کفالت پر پرو نوٹ لکھوا لے۔ مگر ہر صورت میں شرط یہ ہے۔ کہ اعلیحضرت نے روپیہ واپس نہ کیا۔ تو اس کا بار بینک پر نہ پڑے گا۔ بلکہ بینک تمسک کے خریدار سے وصول کرے گا"+

مطلب یہ کہ سودی قرض لے کر امان اللہ خاں کو ایک کروڑ روپیہ فراہم کر دیا جائے۔ ہندوؤں سے تو امید ہی نہیں۔ کہ وہ اس طرف التفات بھی کریں۔ اور اگر کسی ایک آدھ نے کچھ دیا۔ تو سارے کے سارے ہندو مدت العمر مسلمانوں کو اسی طرح شرم وندامت کے پانی میں غرق کر دینے والے طعنے دیتے رہیں گے۔ جس طرح خلافت کمیٹی میں چندے کے دینے پر آج تک دے رہے ہیں۔ حالانکہ ثابت ہو چکا ہے۔ اس فنڈ کا بہت بڑا حصہ ہندو لیڈروں اور خاصکر گاندھی جی کے سفروں اور مہمان نوازیوں پر صرف ہوا۔ باقی رہے مسلمان۔ وہ سوچ لیں۔ سود پر قرض لینا ان کے لئے کہاں تک جائز ہے۔ اور ایسا قرض کس قدر فائدہ بخش ہوگا +

قرآن کریم میں خدا تعالےٰ نے سودی لین دین سے باز نہ آنے والوں کو ان لرزہ براندام طاری کر دینے والے الفاظ میں متنبہ فرمایا ہے:۔

فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ

کہ اگر تم اس سے باز نہیں آتے۔ تو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ +

کیا مسلمانوں میں یہ ہمت ہے۔ کہ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ کرسکیں۔ اور کیا انہیں امید ہے۔ کہ اس جنگ میں انہیں کامیابی کا موتہ دیکھنا نصیب ہوگا۔ اگر ہے۔ تو امان اللہ خان کو جنگ میں امداد دینے کے لئے سودی قرضہ لے کر خدا اور رسول کو الٹی میٹم دیدیں۔ اور پھر دیکھیں کیا نتیجہ نکلتا ہے +

صاف ظاہر ہے۔ ایسی امداد جس میں خدا اور اس کے رسول کی کھلی کھلی ناراضی پائی جاتی ہو۔ نہ امان اللہ خاں کے لئے خیر وبرکت کا باعث ہوسکتی ہے۔ اور نہ امداد دینے والوں کو نفع بخش ہوسکتی ہے۔ یہ انکی تباہی وبربادی میں مزید اضافہ کرنیکا باعث ہوگی۔ بہتر ہو مسلمان اس تجویز کے قریب تک نہ جائیں۔ مجلس خلافت پنجاب سے بھی ہم گذارش کرتے ہیں کہ وہ بیچارے مفلوک الحال مسلمانوں کی حالت زار پر رحم کرے۔ پہلے جو کچھ کر چکی ہے۔ وہی بہت زیادہ ہے۔ آج کل قحط بھی بے طرح پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اور اس کے زیادہ تر شکار مسلمان ہی ہو رہے ہیں +

لیکن اگر خلافت کمیٹی پنجاب کے کارکن ہنگ دلی کا ثبوت دیں۔ اور مسلمانوں کے مال واسباب کو طرح طرح کے حیلوں سے ہتیانا چاہیں تو پھر مسلمانوں کو خود ہوشیار ہو جانا چاہیئے۔ اور اپنے اموال میں سے ایک کوڑی بھی ایسے لوگوں کو نہ دیں جو دیانت وامانت کی خاک خلافت کمیٹی کے چوراہے میں کھڑے ہو کر اڑا چکے۔ اور اپنا اعتبار بالکل کھو چکے ہیں +

مولوی محمد علی صاحب کا حضرت مسیح موعود کو حکم و عدل ماننے کا دعوے

مولوی محمدؐ علی صاحب امیر جماعت لاہور سے کسی نے سوال کیا تھا:۔

"کیا آپ حضرت مسیح موعودؑ کی تمام تحریریں۔ تقریریں جو تحریر میں آچکی ہیں۔ سب کو بلا عذر تسلیم کرتے ہیں۔ یا کسی کے خلاف بھی کر لیتے ہیں"

۲۵ - جنوری ۱۹۲۹ء کے پیغام میں مولوی صاحب نے حسب معمول جماعت احمدیہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریروں کو منسوخ شدہ ماننے کا بے بنیاد الزام لگانے کے بعد اس سوال کا یہ جواب دیا ہے:۔

"میں جب سے حضرت صاحب کو مسیح موعود مانتا ہوں۔ اس وقت سے ان کو حکم و عدل مانتا ہوں۔ اور آپ کی سب تحریروں کو یکساں مانتا ہوں"

تعجب ہے۔ مولوی صاحب حد سوال سے تجاوز کر کے احمدیوں پر تو یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ وُہ حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کی سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریروں کو منسوخ مانتے ہیں۔ لیکن اپنے متعلق نہایت جرأت سے "آپ کی سب تحریروں کو یکساں" ماننے کا دعوے کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ ادعا بھی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "حکم و عدل" مانتے ہیں ؛

قبل اس کے کہ مولوی محمدؐ علی صاحب کی تحریروں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰت والسلام کے معتقدات کی صریح مخالفت اور بین تردید دکھائی جائے۔ ہم دکھاتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "حکم و عدل پر ایمان" کی کیا تعریف فرمائی ہے۔ تا معلوم ہو سکے مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰت والسلام کو "حکم و عدل" ماننے کے دعوے میں کہاں تک حق بجانب ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہم تو اب تک یہی سمجھتے تھے۔ کہ حکم اس کو کہتے ہیں۔ کہ اختلاف رفع کرنے کے لئے اس کا حکم قبول کیا جائے۔ اور اس کا فیصلہ گو وُہ ہزار حدیث کو بھی موضوع قرار دے۔ ناطق سمجھا جائے" (اعجاز احمدی صفحہ ۲۹)

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ "حکم و عدل" ماننے کا مفہوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک یہ ہے کہ متنازعہ فیہ مسائل میں اس کا فیصلہ اگرچہ وہ ہزار احادیث کو بھی موضوع قرار دے۔ ناطق ہوگا۔ لیکن مولوی صاحب ہیں۔ کہ ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم و عدل ماننے کے دعویدار ہیں۔ اور دوسری طرف وُہ فیصلے جنہیں آپ نے اپنے عقائد میں داخل فرمایا ہے۔ بڑی جرأت اور دلیری سے رد کر رہے ہیں۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہایت الفاظ میں فرماتے ہیں:۔

"خلق عیسیٰ من غیر اب بالقدرۃ المجردۃ" (مواہب الرحمٰن صفحہ ۷۲)

کہ حضرت عیسےٰ بغیر باپ کے محض خدا تعالےٰ کی قدرت سے معجزانہ رنگ میں پیدا ہوئے۔ اور اس بات کو اپنے عقائد میں داخل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"از جملہ عقائد ماست۔ کہ حضرت عیسےٰ و حضرت یحییٰ علیہم السلام بطریق خرق عادت متولد شدہ اند و دریں ولادت ہیچ استبعاد نیست۔ (مواہب الرحمٰن صفحہ ۷) کہ یہ ہمارے عقائد میں سے ایک عقیدہ ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ و حضرت یحییٰ علیہم السلام خرق عادت کے طور پر پیدا ہوئے۔ اور اس قسم کی ولادت ناممکن نہیں ؛

لیکن مولوی محمد علی صاحب جنہیں آپ کی سب تحریریں یکساں ماننے کا دعوے ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"اگر معجزانہ پیدائش سے یہ مراد ہے۔ کہ حضرت مسیح بن باپ پیدا ہوئے۔ تو قرآن میں کہیں نہیں لکھا۔ اور اگر کہا جائے۔ کہ اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے۔ تو دعوے قرآن سے دلیل دینے کا تھا۔ مگر نہ صرف قرآن میں ہی ذکر نہیں۔ کہ حضرت مسیح بن باپ پیدا ہوئے بلکہ کوئی حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ایسی نہیں ملتی ؛ (حقیقت المسیح صفحہ ۸)

ہم انصاف پسند غیر مبائعین سے گذارش کرتے ہیں۔ کہ وہ اس پوزیشن پر غور کر کے بتائیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے فرستادہ اور اس کی طرف سے حکم و عدل بن کر آنے والے برگزیدہ کی اس سے بڑھ کر بھی ہتک اور تحقیر ہو سکتی ہے۔ کہ ایک ایسا شخص جو اپنے آپ کو اس کا سچا جانشین قرار دیتا ہے۔ جو اس کی تعلیمات کو صحیح طور پر سمجھنے کا اتنا بڑا دعوے رکھتا ہے۔ کہ اسی کی بنا پر وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰت والسلام کی جماعت آپ سے صحبت یافتہ اصحاب کی کثیر تعداد حتیٰ کہ آپ کی خدا تعالےٰ کی بشارتوں کے مطابق پیدا ہونے والی اولاد کو بھی غلطی پر قرار دیتا ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں کرتا بلکہ ساری دُنیا کو جماعت احمدیہ کے خلاف مغالطوں اور دھوکوں کے ذریعہ اس لئے اشتعال دلانا اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد سمجھتا اور روز و شب اس میں مصروف رہتا ہے۔ کہ وہ آپ کی تاویلات کے ساتھ اتفاق نہیں رکھتی۔ ایسا شخص نہ صرف صریح طور پر ایک نہایت اہم مسئلہ میں اپنا عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شائع کردہ عقیدہ کے خلاف رکھتا ہے۔ بلکہ اس قدر جسارت اور سینہ زوری سے کام لیتا ہے۔ کہ قرآن اور حدیث کو آپ کے عقیدہ کے خلاف بتا کر اپنے عقیدہ کی تائید میں قرار دیتا ہے۔ کیا اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ یہ شخص جسے حکم و عدل ماننے کا ادعا کرتا ہے۔ خود اس سے زیادہ قرآن اور احادیث کے فہم کا دعوے رکھتا ہے۔ اگر یقیناً اس کے یہی معنے ہیں۔ تو خدارا بتایئے۔ مولوی محمدؐ علی صاحب کا یہ لکھنا۔ کہ میں حضرت صاحب کو حکم و عدل مانتا ہوں۔ اپنے اندر کوئی بھی ذرہ صداقت رکھتا ہے؟

جناب مولوی صاحب نے خواہ مخواہ یہ اعلان کر کے ایک فیصلہ شدہ بات کو چھیڑ دیا۔ انہوں نے نہ کبھی حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰت والسلام کی سب تحریروں کو یکساں مانا۔ اور نہ اب مانتے ہیں۔ اور یہ بات وہ لوگ بھی خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ جن کے امیر ہونے کا مولوی صاحب کو فخر ہے۔ چنانچہ ان کا اپنا اخبار اس بارے میں صاف طور پر جو کچھ لکھ چکا ہے۔ وُہ یہ ہے۔

"یہ بھی عجیب بات ہے۔ کہ حضرت عیسٰی کا با باپ ہونا وجہ کفر قرار دیا جائے۔ حضرت مرزا صاحب نے کہیں حضرت عیسٰی کو با باپ نہیں لکھا۔ بلکہ اپنا عقیدہ یہی ظاہر کیا۔ کہ آپ بے باپ پیدا ہوئے۔ ایسا ہی جماعت احمدیہ کا بھی بحیثیت مجموعی ہرگز یہ عقیدہ نہیں۔ حضرت مولانا محمدؐ علی صاحب ایدہ اللہ نے اگر ایسا لکھا ہے۔ تو ان کا اپنا اجتہاد ہے" (پیغام صلح ۵۔ اگست ۱۹۲۵ء)

کیا ان الفاظ سے ظاہر نہیں۔ کہ مولوی صاحب کا اپنا اخبار انہیں حضرت مسیح موعود کی سب تحریروں کو یکساں ماننے والا اور حضرت مسیح موعود کو ہر بات میں حکم یقین کرنے والا نہیں سمجھتا۔ بلکہ یہ کہتا ہے۔ کہ مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقیدہ کے خلاف بھی اجتہاد کر لیا کرتے ہیں۔

اس ایک مثال سے ہی مولوی محمدؐ علی صاحب کے اس دعوے کی حقیقت ظاہر ہے۔ جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب تحریروں کو یکساں ماننے اور آپکو حکم و عدل قرار دینے کے متعلق کیا ہے ؛

چونکہ مولوی صاحب خود بھی جانتے تھے۔ کہ انہوں نے اپنے ترجمہ قرآن میں کئی باتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان کے صریح خلاف لکھی ہیں۔ اور اس سے کسی صورت میں وہ انکار نہیں کر سکتے۔ اس لئے آپ کے حکم و عدل ہونے کا اعتراف کرنے اور آپ کی "سب" تحریروں کو یکساں ماننے کا دعوے پیش کرتے ہوئے آپکو اس میں کچھ اور بھی "اضافہ" کرنا پڑا۔ تا کہ اس کے پردہ میں حضرت مسیح موعود کی تحریروں کی صریح مخالفت کو چھپا لیں۔ لیکن انھیں یہ معلوم ہو کر بہت افسوس ہوگا۔ کہ وُہ اتنا باریک پردہ ڈال سکے۔ کہ ان کی پردہ پوشی کرنے کی بجائے پردہ دری کا باعث بن گیا۔

مولوی صاحب نے جو کچھ اضافہ کیا۔ وُہ یہ ہے:۔

"اس کے ساتھ صرف اس قدر ایزاد کرنا چاہتا ہوں۔ کہ قرآن کریم کی تفسیر کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے۔ اور حضرت صاحب نے یہ کبھی نہیں فرمایا۔ کہ جس آیت کی تفسیر میں نے کر دی ہے۔ اس کے اور کوئی معنے نہیں ہو سکتے۔ بلکہ حضرت صاحب کی زندگی میں حضرت مولوی نورالدین صاحب قرآن کریم کا درس دیتے تھے۔ اور وہ معنے کرتے تھے۔ جو حضرت صاحب نہیں کرتے تھے"

بے شک یہ صحیح ہے۔ کہ "قرآن کریم کی تفسیر کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے" لیکن اس سے یہ کس طرح جائز ہو گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰت والسلام نے قرآن کریم کی آیات کی جو تفسیر کی ہے۔ اس کے خلاف بھی کسی کی تفسیر درست ہو سکتی ہے۔ کیا "قرآن کریم کی تفسیر کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے" کا

مولوی صاحب یہ مفہوم سمجھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آیات قرآنی کی جو تفسیر کی ہے۔ اسے غلط قرار دینے اور اس کے خلاف تفسیر لکھنے کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے۔ جس کے تالا کی چابی مولوی صاحب کے ہاتھ میں دے دی گئی۔ اگر یہی مطلب ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر کے خلاف لکھنے میں وہ حق بجانب ہیں۔ لیکن اگر یہ نہیں۔ اور کسی صحیح الدماغ انسان کے نزدیک یہ نہیں ہو سکتا۔ تو پھر مولوی صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر کے خلاف لکھنے کا اس بنا پر کیونکر حق ہو گیا۔ کہ "قرآن کریم کی تفسیر کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے"۔ مولوی صاحب ذرا ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔ کیا اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر کے خلاف لکھنے پر انہیں کوئی باغیرت احمدی حق بجانب سمجھ سکتا ہے۔

اسی طرح یہ بھی درست ہے۔ کہ حضرت صاحب نے یہ کبھی نہیں فرمایا۔ کہ جس آیت کی تفسیر میں نے کر دی ہے اس کے اور کوئی معنی نہیں ہو سکتے۔ لیکن کبھی آپ نے یہ فرمایا۔ کہ جس آیت کی تفسیر میں نے کر دی ہے۔ اس کے ایسے بھی معنے ہو سکتے ہیں۔ جو میری تفسیر کے خلاف ہوں۔ اور اس کی تردید کریں۔ اگر نہیں۔ تو پھر ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ یہ عقیدہ رکھے۔ قرآن کریم کی آیات کی جو تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی ہے۔ قیامت تک کوئی اسے غلط نہیں قرار دے سکتا۔ اور نہ اس کے خلاف لکھنے والا حق اور صداقت کا حامل ہو سکتا ہے۔ ورنہ اگر یہ نہ مانا جائے۔ تو قطعاً امان اللہ جاتا ہے ذرا غور فرمایئے۔ آج مولوی محمد علی صاحب نے جیسی علیہ السلام کے بن باپ ہونے کے خلاف لکھ دیا کل اگر وہ یہ لکھدیں۔ کہ ان کے نزدیک قرآن کریم کی آیات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر بیٹھے ثابت ہوتے ہیں۔ اور جب انہیں کہا جائے یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر کے خلاف عقیدہ ہے۔ تو وہ یہ فرما کر اپنے آپ آپ کو بری الذمہ سمجھ لیں۔ کہ "قرآن کریم کی تفسیر کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے۔ اور حضرت صاحب نے یہ کبھی نہیں فرمایا۔ کہ جو آیت کی تفسیر میں نے کر دی ہے۔ اس کے اور کوئی معنی نہیں ہو سکتے"۔ تو کس طرح ان کا منہ بند کیا جا سکتا ہے۔

دراصل مولوی صاحب نے اپنی بریت کے لئے ایسا عذر تراشا ہے۔ جو نہ صرف بودا اور لغو ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ ان تمام حقائق و معارف پر پانی پھیرنے والا ہے۔ جو آپ نے قرآن کریم کی تفسیر میں فرمائے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے خلق خدا کی روحانی رہنمائی کے لئے مبعوث ہونے کے بعد فرمائے۔

ہمارے پاس وہ الفاظ نہیں۔ جن میں مولوی صاحب کے اس لغو اور بے ہودہ عذر کی مذمت کریں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتنی بڑی زد ہے۔ کہ بدترین دشمن سے بھی اس سے بڑھ کر توقع نہیں ہو سکتی۔ مگر ان کا مزید ستم دیکھئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ جن کی زندگی کا ایک ایک سانس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حرکت و سکون کے ساتھ وابستہ تھا۔ اور جنہیں آپ نے وہ خطاب عطا فرمایا۔ جو کسی اور کے حصہ میں نہ آیا۔ کہ

(باقی صفحہ ۸ کالم تین پر)

بابو روشن دین صاحب مرحوم کی آخری زندگی کے چند واقعات

آہ روشن الدین اسم با مسمیٰ روشن الدین تربیت مسیح موعود کا بہترین نمونہ۔ گلزار احمدیت کا فرحت بخش پھول۔ انجمن سیالکوٹ کا درخشندہ چراغ گل ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ قریباً چار سال ہوئے جبکہ احمدیہ گرلز سکول کا اجرا ہوا۔ تو مرحوم کو سیکرٹری تعلیم و تربیت ہونے کی وجہ سے سکول کے ساتھ خاص تعلق تھا۔ جو کہ ان کی محنت و شوق کی وجہ سے بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ منیجر کا کام انہوں نے اپنے ذمہ لے لیا۔ وہ ہر کام میں میرے معاون اور ہر مشورہ میں شریک ہوتے تھے۔ اس طرح خدا نے مجھے ان کے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ سے فیضیاب ہونے کا موقعہ دیا۔ اسی وجہ سے میں ان کے متعلق کچھ عرض کرنے کے قابل ہوئی ہوں۔

میں نے انجمن احمدیہ مستورات ۱۹۱۷ء میں قائم کی۔ اور غالباً ۱۹۱۸ء میں گرلز سکول کے لئے چندہ وغیرہ کا انتظام ہوا۔ مگر تار خدا انجمن سیالکوٹ میر حامد شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات چونکہ انجمن کو کمزور کر چکی تھی۔ لہذا انجمن نے ہماری درخواست سکول کو نامنظور اور چندہ مستورات کو کلیۃً بند کر دیا۔ میں نے اس وقت اپنی اس خواہش کو جبراً و قہراً اپنے سینہ میں دبا لیا۔ اور جو چندہ وصول کر چکی تھی۔ ملکانہ فنڈ میں دے دیا۔ مگر امارت کے انتظام اور بابو روشن الدین رضی اللہ عنہ کے قیام سیالکوٹ کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے تحریک لجنہ و سکول نے مجھ پر اس کے التوا کی حکمت کو ظاہر کر دیا احمدی مستورات سیالکوٹ کی مالی قربانیاں قابل قدر اور خدمت سکول میں وقت دینے والی بہنیں باعث شکریہ ہیں۔ مگر باہر کے کاموں میں دوڑ دھوپ کر کے سکول کو کامیاب بنانا اور اتنی جلدی سکول کی عمارت کو تیار کرانا اسی بزرگ جوان ہمت کا کام تھا۔ پھر سکول ہی نہیں۔ لجنہ کے انتظام میں بھی میری معاونت کرتے رہے۔ میری غیر موجودگی یا بیماری میں ماہواری جلسہ ملتوی ہو جایا کرتا تھا۔ مگر ۱۹۲۷ء میں جب مجھے باہر جانا پڑا۔ تو ان کی چٹھی مجھے بدیں مضمون پہونچی۔ کہ آپ کی تقریر کا دن خالی رہنا ہمیں گوارا نہ ہوا۔ اور استانیوں کے ذریعے انتظام کرایا گیا۔ اس کے بعد ہمیشہ اسی دستور پر عامل رہے۔ اب جبکہ میں دہلی تھی۔ انہوں نے جلسے کا اعلان کرایا۔ مگر کارروائی خاطر خواہ نہ پا کر خواتین سے کہا۔ اگر میری وجہ سے تم بول نہیں سکتیں۔ تو میں نہ آیا کرونگا۔ خدا نے ان کے مونہہ سے یہ نکلوانے کے بعد انہیں ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا کر لیا۔ آپ پردہ کی رعایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہمیشہ ہمارے جلسے میں شریک ہوتے۔ اور اکثر اختتام جلسہ پر وقت لے کر ریمارک کرتے۔ ہماری کارروائی ان کے لئے انتہائی خوشی کا باعث ہوتی۔ بسا اوقات اپنی پسندیدگی و خوشی کا اظہار کرتے۔ تین سال تک کوئی نہ کوئی استانی آنریری طور پر کام کرتی رہیں۔ اور بابو صاحب اخیر وقت تک چھٹی جماعت کو دینیات و انگریزی پڑھاتے رہے۔ استانیوں کو ترجمۂ قرآن پڑھاتے ان کے علاوہ اگر کوئی اور بھی شریک درس ہو جاتی۔ تو بہت خوش ہوتے۔ اپنے مکان پر بھی درس قرآن دیتے۔ اور کہا کرتے۔ میرے محلہ اور برادری میں کوئی احمدی نہیں۔ اور بوجہ تعصب نزدیک نہیں آتے۔ مگر میں اپنے فرض کو ادا کرتا ہوں۔ اور کبھی دل برداشتہ نہیں ہوتا۔ اگر کوئی بھی نہ سنے۔ تو دیواریں ہی میری اس بات کی گواہ ہونگی۔

مردانہ و زنانہ مجالس میں کہا کرتے۔ کہ سکرٹری تعلیم و تربیت ہوتے ہوئے میرا فرض ہے۔ کہ تمہارا نگران حال رہوں۔ اور کوشش اصلاح کروں۔ وہ رہگذر سے احمدی بچوں کو محبت و پیار سے ملاتے کچھ امتحان لیتے۔ کچھ تعلیم دیتے۔ زیادہ وقت مسجد میں گذارتے۔ ہر ایک کو اپنی صحبت سے مستفید کرتے۔ غرضیکہ وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا عملی نمونہ تھے۔ پھر اپنے حلم و بردباری کی وجہ سے کیا مجال جو کوئی ان کی مجلس سے کشیدہ خاطر اٹھے۔ غیرت و حیا اتنی کہ کبھی اونچا بولتے نہ سنا۔ روز سبق پڑھنے والیاں بھی پردے کے ساتھ سر جوڑ کر بیٹھتیں۔ تو آواز سن سکتیں۔ مجھ سے بسا اوقات شکایت کرتے۔ کہ فلاں استانی کی آواز مسجد میں آتی ہے۔

بستر مرگ پر بھی استانیوں کو بلایا۔ منہ پر کپڑا ڈلوا لیا۔ اور نزدیک بلوا کر کہا میں ہمیشہ آہستہ بولنے اور باحیا لباس پہننے کی نصیحت کیا کرتا تھا۔ اسے یاد رکھنا۔ معذرت کی۔ تو یہ کہ میں اپنی بچیاں سمجھ کر تمہارا نام لے لیا کرتا تھا۔ مگر سیکرٹری صاحبہ کا نام میں نے کبھی نہیں لیا کہ وہ بڑا قابل احترام وجود ہے۔

اس سے بڑھ کر کیا حیا و ادب کی مثال ہو سکتی ہے۔ کہ استانیاں کیا۔ اور سیکرٹری کیا سب ان کی بچیوں سے چھوٹی ہیں۔ مگر ان کے نام لینے کے متعلق معذرت کی۔ ایسے ہی جب درس قرآن کے موقعہ پر قادیان گئے۔ تو مجھے لکھا۔ یہاں پہونچکر کل بعض دوستوں کو کارڈ لکھے۔ تو میر صاحب کو بھی کارڈ ہی لکھا گیا۔ مگر اسی وقت سے پشیمان ہوں۔ کہ خلاف ادب تھا۔ اب آپ ان سے معافی لے دیں زبانی گفتگو میں بھی اکثر کہا کرتے۔ ہم امیر صاحب سے بتقاضائے ادب زیادہ بات نہیں کر سکتے۔ کبھی میں جو کہتی۔ کہ وہ تو آپ کے بچے ہیں۔ اور ہمیں آپ کی بزرگی پر فخر ہے۔ تو کہتے۔ نہیں۔ اللہ نے ان کو بڑا درجہ دیا ہے۔

قبلہ حامد شاہ صاحب مرحوم سے عقیدت کے ماتحت اس خاندان سے خاص تعلق تھا۔ کہا کرتے۔ جس باغ سے ہماری مشام جاں معطر تھی۔ اس باغ سے خدا نے ہمیں یہ پھول دے دیا۔ ہمیں ان کی بڑی عزت و قدر ہے۔ اخیر وقت تک اپنے بچوں کو نصیحت کرتے رہے۔ کہ میر صاحب کے گھر سے میرا بڑا تعلق تھا۔ اسے قائم رکھنا۔ اور فرمانبردار رہنا۔

ہم ان کی بیماری کی اطلاع پہونچنے پر گئے تو حالت نازک تھی۔ گھر والوں نے کہا۔ صبح سے خاموش ہیں۔ طاقت جواب دے چکی جب تک طاقت رہی۔ آپ دونوں کو یاد کرتے رہے۔ اور رکھتے رہے۔ ان کا انتظار ہے۔ پاس گئے۔ سلام کیا۔ تو پیشانی پر ہاتھ رکھا۔ پھر انتہائی کوشش سے اظہار خوشی کرتے ہوئے حسب عادت نہ ختم ہونے والی باتوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ گو سمجھنا مشکل تھا۔ میں نے اسے سنبھالا سمجھا۔ اور انہوں نے بھی کہا۔ کہ اب میں افاقہ پا رہا ہوں۔ میں اس خیال سے کہ ان کے لئے باتیں کرنا ٹھیک نہیں اجازت لے کر کہ پھر انشاء اللہ صبح حاضر ہونگی۔ چلی آئی۔ مگر صبح ان کا پیغام پہونچنے پر گئی۔ تو باوجود کوشش کے ان کی بات کا سمجھنا مشکل تھا۔ اب یقین ہو گیا۔ کہ اس تصویر محبت کی سبق آموز گفتگو سے ہم ہمیشہ کے لئے محروم ہو رہے ہیں۔ اور ان کی نہ مٹنے والی محبت نے ثابت کر دیا۔ کہ کس طرح روحانی تعلقات جسمانی تعلقات پر فوقیت لے جاتے ہیں۔

احترام امارت میں بھی ان کا قول یہ تھا۔ کہ محبوب ازلی کا مرسل محبوب اس کا جانشین محبوب اس کے کارندے محبوب یہ سلسلہ محبوب حقیقی تک پہونچتا ہے۔ اس سے لاپرواہی دارین پشیمانی کا باعث ہے۔

غائبانہ ہمدردی و بے ریا خدمت کا ایک نمونہ میں نے یہ دیکھا۔ کہ ایک یتیم لڑکی کو انہوں نے کچھ رقم دی۔ اور کہا۔ کسی نے تمہاری ہمدردی میں دی ہے۔ جس کا تمہارے والد سے تعلق تھا۔ وہ میرے پاس آئی۔ کہ آپ نے یا میر صاحب نے یہ تکلیف کی ہے۔ مگر مجھے اس کی خبر نہ تھی۔ میں نے اسے بتایا۔ وہ خود ہی مخلصانہ تعلق اور غائبانہ ہمدردی رکھنے والے ہیں۔

شروع شروع میں جب وہ سیالکوٹ آئے۔ تو علاوہ چندوں میں سبقت لینے کے ان کی مسنون دعوتیں اور ایسی مہمان نوازی دیکھتے ہوئے۔ کہ جو مہمان آتا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوتا۔ بابو صاحب لے گئے ہیں۔ میں نے میر صاحب سے دریافت کیا۔ کہ بابو صاحب ملازمت سے ریٹائر ہو کر آئے ہیں۔ کوئی خاص آمدنی بظاہر نہیں رکھتے۔ اتنے خرچ کس طرح برداشت کرتے ہیں۔ جس کے جواب میں انہوں نے کہا۔ ان کے ساتھ تو دست غیب معلوم ہوتا ہے۔ بعد میں معلوم ہوا۔ محکمہ ریلوے سے اپنی تمام عمر کی ملازمت میں کاٹ کا روپیہ جو ملا تھا۔ وہ دیا دلی سے خرچ کر دیا۔

صبر و شکر میں بھی اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ بیٹی کے نہایت تکلیف دہ صدمے دیکھے۔ مگر کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لائے بہو کی بیماری پر علاج و تیمار داری میں پدرانہ محبت کو پیچھے ڈال دیا۔ عرصہ تک اس کا سہم دیکھا۔ مگر جب دریافت کیا۔ کلمات شکر ہی سنے اس کی فوتیدگی پر اظہار افسوس کیا۔ تو کہا۔ اس پر اللہ نے بڑا افضل کیا۔ مدت سے وہ کچھ ہضم نہیں کر سکتی تھی۔ اور اس کے سامنے اپنے گلے سے نوالہ زہر کی طرح نگلنا پڑتا۔ عبادت میں طاقت اور دعاؤں سے اطمینان قلب حاصل تھا۔ وہ ہر ملاقات میں استدعاء دعا کرتے۔ ان کی فوتیدگی کی خبر سنکر ایک دکاندار نے کہا۔ کہ وہ مرد خدا جب صبح کی اذان کے وقت بازار میں سے گذرتا۔ تو اس کے دونو ہاتھ دعا کے لئے...

انگلستان جانیوالے ہندوستانی طلباء کو مشورہ

برطانوی یونیورسٹیوں میں داخلہ کی شرائط

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

پنجاب یونیورسٹی فارن انفرمیشن بیورو سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہت سے ہندوستانی طلباء ہندوستان میں سند قابلیت حاصل کئے بغیر حکومت متحدہ کی یونیورسٹیوں میں داخل ہونے کی غرض سے انگلستان چلے جاتے ہیں۔ اور وہاں جا کر انہیں بیشتر اس کے کہ وہ کسی یونیورسٹی کے نصاب کو شروع کر سکیں۔ اس کے امتحان داخلہ کی تیاری میں بہت سا روپیہ اور وقت ضائع کرنا پڑتا ہے۔

اندریں حالات واقفیت عامہ کے لئے یہ اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ جو طلباء انگلستان جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ انہیں انگلستان جانے سے بیشتر یا تو کسی ہندوستانی یونیورسٹی میں ضروری مضامین کے ساتھ امتحان ڈگری یا کیمبرج سینئر سارٹیفکیٹ امتحان پاس کر لینا چاہئے۔ پنجاب اور دہلی کے طلباء اس موخر الذکر امتحان میں جسے پہلے کیمبرج سینئر لوکل امتحان کہا جاتا تھا۔ اور جو ہر سال ماہ دسمبر میں بمقام لاہور منعقد کیا جاتا ہے۔ بطور پرائیوٹ امیدوار شامل ہو سکتے ہیں۔ ضروری مضامین کے ساتھ اس امتحان کو پاس کر لینے کے بعد امیدوار کو پھر یہ ضرورت نہیں رہتی۔ کہ وہ حکومت متحدہ کی کسی یونیورسٹی کے امتحان داخلہ کو پاس کرے۔

متذکرہ بالا امتحان کا معیار پنجاب یونیورسٹی کے انٹرمیڈیٹ درجہ کے قریباً برابر ہے۔ صرف اتنا فرق ہے۔ کہ اول الذکر امتحان میں انگریزی کی زیادہ واقفیت ضروری ہے۔ انتخاب کے لئے مضامین کا حلقہ معقول طور پر وسیع ہے۔ جو امیدوار اس میں پاس ہونا چاہے۔ وہ مختلف "گروپوں" کی ترتیب کے مطابق ۲۷ مضامین میں سے پانچ مضامین چن سکتا ہے۔ یعنی وہ پہلے تین گروپوں میں سے ہر گروپ سے ایک ایک مضمون اور ایسے دو زائد مضامین منتخب کر سکتا ہے۔ جو یا تو انہی گروپوں سے متعلق ہوں۔ یا ایک مضمون انہی تین گروپوں میں سے کسی ایک گروپ سے لیا گیا ہو۔ اور دوسرا مضمون چوتھے گروپ سے۔ کسی یورپین زبان کے بجائے۔ اردو۔ ہندی فارسی۔ یا سنسکرت لی جا سکتی ہے۔ کیمسٹری طبعیات اور ڈرائنگ کے عملی امتحان کا انتظام بھی موجود ہے۔

یہ ضروری ہے۔ کہ مضامین کے انتخاب کی منظوری سکرٹری پنجاب یونیورسٹی فارن انفرمیشن بیورو سے حاصل کی جائے داخلہ کے فارم یکم اپریل کے بعد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ اور فیس ادا کرنے کی میعاد یکم جولائی تک ہے۔ داخلہ کی فیس سوا چھبیس روپیہ ہے۔ اور اس کے علاوہ مقامی فیس صرف چھ روپے ہے۔

کیمسٹری اور طبعیات کے لئے زائد فیس ادا کرنا پڑیگی۔ طبعیات کے لئے چار روپیہ اور کیمسٹری کے لئے چھ روپے۔

جو امیدوار تاریخ مقررہ کے بعد سات دن کے اندر داخل ہونا چاہیں۔ ان سے پانچ شلنگ یعنی تین روپے ۱۲ آنہ مزید فیس لی جائے گی۔ اردو اور ہندی کے لئے چار روپے کی خاص فیس قابل ادائگی ہے۔

اس امتحان کا پراسپکٹس جس میں مفصل امور درج ہیں سکرٹری فارن انفرمیشن بیورو لاہور سے دو روپیہ کی ضمانت پر مل سکتے ہیں۔ اگر پراسپکٹس تاریخ اجراء سے چودہ دن کے اندر واپس نہ کیا جائے۔ تو یہ ضمانت ضبط کر لی جاتی ہے۔

خدمت اسلام کیلئے وقف کنندگان زندگی کی ضرورت

میں نے جنوری کے آخری عشرہ میں اخبار الفضل کی متواتر تین اشاعتوں کے ذریعہ اعلان کیا تھا۔ کہ خدمت اسلام کے لئے چھ سات وقف کنندگان زندگی کی ضرورت ہے۔ جو گریجوایٹ یا انڈر گریجوایٹ ہوں۔ لیکن اس وقت تک صرف دو درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ لہذا دوبارہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ چار پانچ اور درخواستوں کی ابھی ضرورت ہے۔ جماعت احمدیہ کے گریجوایٹ یا انڈر گریجوایٹ مخلص نوجوان جنکو اس وقت تک باقاعدہ طور پر خدمت اسلام کیلئے موقعہ نہیں ملا۔ وہ اپنے آپکو پیش کریں۔ جن احباب نے پہلے ہی اپنے آپکو وقف کیا ہوا ہے۔ اور اس وقت تک انہیں کوئی خدمت نہیں دی گئی۔ وہ بھی درخواستیں بھیج سکتے ہیں۔ مگر ایسے احباب کو صراحت سے لکھنا ہوگا۔ کہ وہ پہلے ہی وقف شدہ ہیں۔ درخواست کنندگان اپنی عمر۔ علمی قابلیت کے علاوہ یہ بھی لکھیں۔ کہ وہ اس وقت کیا کام کرتے ہیں

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

بقیہ صفحہ ۷ - کالم اول

سے چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے

ان کو بھی اپنے شرمناک فعل میں شریک کرتے ہوئے لکھدیا:۔

"حضرت صاحب کی زندگی میں حضرت مولوی نورالدین صاحب قرآن کریم کا درس دیتے تھے۔ اور وہ معنی کرتے تھے۔ جو حضرت صاحب نہیں کرتے تھے"

اگر مولوی صاحب نے یہ ذکر اپنی بریت کے لئے کیا ہے۔ اور سوائے اس کے اس کی غرض بھی کیا ہو سکتی ہے۔ تو ان کا فرض ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے وہ معنی پیش کریں۔ جو انہوں جان بوجھکر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر کے خلاف کبھی اپنے درس میں کئے ہوں۔ ورنہ نہ صرف یہ ذکر انہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ بلکہ ایک جلیل القدر انسان کی ہتک کا مرتکب قرار دیتا ہے۔ مگر مولوی صاحب کو اس سے کیا۔ جب وہ اپنی تفسیر دانی کا غلغلہ بلند کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے فرستادہ کی تفسیر اور تشریح کو رد کر سکتے ہیں۔ اور اس کے خلاف جو جی میں آئے۔ لکھ سکتے ہیں۔ تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی ہتک ان کے لئے کونسی بڑی بات ہے۔

علماء دیوبند کا مینگنی ملادود

غازی امان اللہ خان پر کفر کا فتوے لگے۔ فتویٰ لگانے والے ان کے قتل کی طیاریاں کریں۔ ان کی مصلحت خسروانہ انہیں یکایک قندہار پہنچا دے۔ کابل کی مسند پر ایک کندۂ ناتراش سقہ بیٹھا ہوا دکھائی دے۔ ملک میں ہر طرف فساد برپا ہو جائے۔ ملت پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں۔ تخت و تاج کے ایک چھوڑ تین تین نئے مدعی پیدا ہو جائیں۔ باہمی خانہ جنگی پر اغیار کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا ہمرنگ زمین دام ہر طرف بچھ جائے۔ دارالامان دار الفتن بنجائے جلال آباد ایک تودۂ خاک نظر آئے۔ اتنی بہت سی قیامتیں افغانستان کے سر پر تو بر تو ٹوٹیں۔ اور مسلمان تو ایک طرف رہے۔ ہندوستان کے تئیس کروڑ ہندوؤں کو بے قرار کر دیں۔ لیکن ٹس سے مس نہ ہوں۔ تو علماء دیوبند! یہ ایک ایسی پہیلی تھی۔ جسے میں نے بارہا بوجھنا چاہا مگر نہ بوجھ سکا۔ شکر ہے۔ کہ اس چیستان کے حل کرنے کی ضرورت اب باقی نہیں رہی۔ کسی دوسری جگہ چند قرار دادیں قارئین کرام کی نظر سے گزریں گی۔ جن میں حضرات علماء دیوبند نے فتنۂ افغانستان کے باب میں اپنا مسلک واضح کر دیا ہے۔ اور اگرچہ اپنا یہ فرض انہیں آج سے پہلے ادا کرنا چاہیئے تھا۔ پھر بھی غنیمت ہے۔ کہ افسردہ بیدار تو ہوئے۔ اگر وہ مسلمانوں کے نصیب کی طرح اور چند مہینے یا چند سال سوئے رہتے۔ تو ان کا کوئی کیا بگاڑ لیتا "

(زمیندار ۱۰ر فروری)

مجلس خلافت پنجاب کے نمائندگان!

کلکتہ میں مجلس خلافت کے سالانہ جلسہ پر پنجابی ٹولی برلا کے ایک ہزار روپے خرچ کر کے آدمی لے گئی۔ ان میں زیادہ تعداد امرتسر اور لاہور کے رضاکاروں کی تھی۔ یہ لوگ مسلمانان پنجاب کے نمائندہ اور ترجمان بن کر جناح مسلم لیگ اور خلافت کانفرنس میں شامل ہوئے۔ ایک نمائندہ و ترجمان مسلمانان پنجاب کا نام آغائے لبھو اور دوسرے کا آغائے علم الدین تھا۔ تیسرے آغائے حیات اور چوتھے آغائے غلام محمد تھے۔ آغائے لبھو وہ بزرگ ہیں:۔ - - - - - - - - - -

. . . - - - - - . . . جنہوں نے من بھر کی جگہ گاہک کو ۳۲ سیر لکڑیاں دیں۔ اور پھر کہا۔ کہ میں بچت کا روپیہ ینگ انڈیا اور خلافت فنڈ میں دیتا ہوں۔ آغائے علم الدین . . - - - - - - - - - - . اس علت کی وجہ سے گرفتار ہو کر پولیس سے اپنی چندیا کا علاج کرا چکے ہیں۔ غالباً . . . . شوق سنت کراچی کی یاد کو تازہ رکھنے پر مبنی ہے۔ آغائے حیات مشہور کلیجہ اور کلیجی فروش ہیں۔ اور آغائے غلام محمد دعائیں مانگتے ہیں کہ کسی طرح قید ہو جائیں تاکہ خانگی طلائی زیورات میں اضافہ ہو جائے۔

ان نمائندگان پنجاب نے پہلے ہی دن مرکزی خلافت کمیٹی کے اجلاس میں بلڑ مچایا۔ غلام محمد نے مولانا محمد علی پر بہتان باندھا۔ کہ انھوں نے سراج الدین پراچہ کو گالی دی ہے۔ مولانا کی قسموں پر اعتبار نہ کیا گیا۔ انھوں نے عذر خواہی کی۔ مگر اس کی بھی شنوائی نہ ہوئی اور علی برادران کو ماں بہنوں کی ننگی گالیاں (مولانا محمد علی صاحب کی بیگم صاحبہ محترمہ کی موجودگی میں) دے کر پنجاب کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ لگایا گیا۔ یہ لوگ زد و کوب پر آمادہ تھے۔ خدا بھلا کرے رضاکاران پشاور کا کہ وہ آڑے آئے۔ اور ان کو آمادۂ پیکار دیکھ کر یہ پنجابی ٹولی ٹھنڈی ہو گئی۔ اس کے بعد یہ لوگ بلا احتجاج ایک ایک کر کے چلے گئے۔ اور پھر جلسہ میں نہیں آئے۔ اس کے بعد انھوں نے جس طرح مفاد ملت کو نقصان پہنچایا۔ اس کی داستان ازبس دردناک ہے۔

(سیاست ۱۹ر فروری)

برلن کی مسجد

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مساعی جمیلہ سے برلن میں ایک مسجد بصرف زر کثیر تعمیر کی گئی تھی۔ اس کے متعلق سوامی ستیہ دیو ٹائمز آف انڈیا یوں لکھتے ہیں۔ کہ ۱۹۲۳ء میں جب اس مسجد کی بنیاد رکھی جا رہی تھی۔ تو میں وہاں موجود تھا۔ اس وقت مسلمانان برلن کی دو پارٹیاں بن گئی تھیں۔ ایک فریق چاہتا تھا۔ کہ مسجد کی جگہ ایک ہوسٹل بنایا جائے۔ جس میں دوسرے ملکوں کے مسلمان طلباء بھی آ کر رہ سکیں۔ دوسرا فریق چاہتا تھا۔ کہ اس روپے سے مسجد ہی بنائی جائے۔ کیونکہ یہ روپیہ مسجد ہی کے لئے جمع کیا گیا ہے چار سال بعد سوامی جی پھر برلن گئے۔ اور انھوں نے مسجد دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ جب یہ وہاں پہنچے۔ تو انھوں نے دیکھا۔ کہ مسجد کے دروازے بند تھے۔ جس سے سوامی جی نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ برلن کے عیسائیوں کی طرح وہاں کے مسلمان بھی اپنے خدا سے غافل ہو گئے ہیں۔ سوامی جی کا یہ بیان احمدیوں کے لئے خصوصاً اور دیگر مسلمانوں کے لئے عموماً ایک تازیانۂ عبرت ہے۔ وہاں کے مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ اس مسجد کی آبادی کا جلد از جلد مستقل انتظام کر دیں"۔

(پیسہ اخبار - ۱۴ر فروری ۱۹۲۹ء)

بیرونی انجمنہائے احمدیہ کی لائبریریوں کیلئے

ایک عمدہ موقعہ

احمدیہ انجمنوں کو یہ تحریک کی گئی تھی۔ کہ وہ اپنی اپنی مقامی جماعت کے لئے ایک ایک لائبریری کھولیں۔ جس میں سلسلہ کا لٹریچر وقتاً فوقتاً خرید کر جمع کرتے رہیں۔ ایسی انجمنوں اور دیگر ذی مقدرت احباب کے لئے یہ ایک اچھا موقعہ پیدا ہوا ہے۔ کہ ایڈیٹر صاحب فاروق ماہ رمضان المبارک میں فاروق کے جدید خریداران کو خاص رعایت دینے کا مندرجہ ذیل اعلان کرتے ہیں۔ جس کو میں تمام انجمنوں اور سکرٹریان تبلیغ کے لئے الفضل میں شائع کر کے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اس سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔ اخبار فاروق بھی ملے گا۔ اور ساتھ مفید کتابیں بھی۔ جیسا کہ اعلان ذیل میں درج ہے۔ مفت بطور انعام حاصل ہونگی۔ جو آپ کی لائبریری میں کام آئینگی۔

فتح محمد سیال۔ ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

جو دوست ماہ رمضان المبارک میں اخبار فاروق کی خریداری منظور کریں گے۔ ان کو مندرجہ ذیل کتابوں میں سے سالانہ خریداری کے لئے دو روپیہ کی اور ششماہی خریداری فاروق کے لئے ایک روپیہ کی کتابیں حسب پسند مفت بطور انعام دی جائینگی۔ درخواست خریداری آنے پر انعامی کتب بابت چندہ فاروق بذریعہ وی پی ارسال ہونگی جن کا صرف محصولڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔ فاروق اخبار ہر ماہ میں چار بار شائع ہوتا ہے۔ جس کا سالانہ چندہ صرف چار روپیہ اور ششماہی دو روپے ہے۔ اس اخبار میں جملہ مخالفین سلسلہ خواہ وہ اندرونی مخالفین ہوں یا بیرونی۔ سب کے جواب مدلل اور زبردست دئے جاتے ہیں۔ احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔ انعامی کتب یہ ہیں:۔

تبلیغ رسالت یعنی مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس میں ۱۸۸۵ء سے لیکر ۱۹۰۸ء تک کے تمام نایاب اشتہارات جمع کر دئے ہیں۔ قیمت صرف عہ۔ تنقید صحیح۔ مذہب بہائی اور بابی کا لاجواب رد ۸ر مباحثہ مونگھیر ہر دو حصہ۔ غیر احمدیوں سے وفات مسیح پر تحریری مباحثہ ۸ر ہدایات زرین۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے احمدی مبلغین کے لئے جو ہدایت نامہ ارشاد فرمایا تھا۔ وہ جیبی تقطیع پر خوشنما اور عمدہ کاغذ پر طبع کرایا گیا ہے۔ ۸ر۔ ثناء اللہ امرتسری کے رد میں۔ مرقع ثنائی ۴ر۔ فیصلہ خدائی بر مسلمات ثنائی ۲ر۔ تصادق کلمات بجواب ثنائی ہفوات ۲ر احمد بیگ کی پیشگوئی ۳ر۔ التنقید۔ مولوی ابراہیم سیالکوٹی کا رد ۳ر رد آریہ۔ کیفیت وید ۵ر۔ ویدک توحید کا آئینہ ۲ر۔ ایک مسلمان کا پیغام ۲ر ویدوں کے سربستہ راز ۴ر۔ تنبیہ زبان دراز ۱ر۔ دہرم پال کا چھٹکار صاعقہ ذوالجلال ۳ر۔ پیغامیوں کا رد۔ النبوۃ فی الاحادیث ۲ر النبوۃ فی الالہام ۲ر۔ ازہاق الباطل۔ پیغامیوں کے عقائد باطلہ کا رد ۲ر تحفہ ستریان فتنہ نشین سیویاں کی پوری حقیقت ۵ر۔ جملہ درخواستیں ذیل کے پتہ پر ارسال کریں:۔ مینجر فاروق۔ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ایک دفعہ ضرور پڑھیں!

(۱) اگر آپ بے کار ہیں۔ یا ملازمت پیشہ ہیں۔ روزی کمانے کی یا آمد بڑھانے کی فکر ہر وقت آپ کو پریشان کر رہی ہے تو ہم آپ ہر دو قسم کے دوستوں کو مشورہ دیتے ہیں۔ کہ آپ فوراً خط لکھ کر ایک مالا مال اور خوشحال کر دینے والا نسخہ ہم سے طلب فرمائیں جس کی حقیقت یہ ہے کہ آپ روزانہ صرف ایک روپیہ خرچ کر کے نہایت عمدہ۔ کم خرچ اور جھاگ دینے والا نو سیر پختہ کپڑے دھونے کا صابن جو صرف ایک گھنٹہ میں تیار ہو سکتا ہے۔ بنا لیا کریں ایک روپیہ کا صابن تیار کرنے پر دو روپیہ نفع ہوتا ہے۔ پس اگر آپ ہر روز صرف ایک روپیہ کا ہی فروخت کر سکیں۔ یا اپنے کسی ایجنٹ سے کر سکیں۔ تو آپ کو دو روپیہ روزانہ بچت آسانی سے ہو سکتی ہے۔ یعنی ساٹھ روپے ماہوار۔ ایک روپیہ سے زیادہ جس قدر بھی آپ تیار کریں گے۔ اسی قدر زیادہ منافع ہوگا پس بے کار دوست اس تجارت کے ذریعہ سے اپنی بے کاری دور کریں۔ اور ملازمت پیشہ دوست اس پر عمل کر کے اپنی آمدنی میں اضافہ کریں۔ اس کے علاوہ ملازمت پیشہ دوست اگر گھر کے کام کے لئے ایسا مفید صابن تیار کر کے فائدہ اٹھایا کریں۔ تو بازار کے گراں صابن سے ہمیشہ کے لئے نجات مل جائیگی۔ اور اخراجات میں کمی ہو جائیگی۔ یہ نسخہ بارہ برس کا بچہ بھی ایک گھنٹہ میں آسانی سے تیار کر سکتا ہے۔ اس نسخہ کی فیس فی الحال صرف دو روپے ہے۔ اور وی۔ پی کے ذریعہ سے یہ نسخہ بھیجا جائے گا۔ اور یہ رعایت صرف ایک ماہ کے لئے ہے۔

(۲) جو لوگ اولاد جیسی نعمت سے محروم ہیں۔ ہم انکو سچے دل سے مشورہ دیتے ہیں۔ کہ وہ ایک ماہر اور پچاس سالہ تجربہ کار طبیب کا آزمودہ و تجربہ شدہ شربت حمل کم از کم ایک دفعہ ضرور ہی گھر میں استعمال کرائیں۔ یہ لذیذ شربت طب یونانی کا ایک مشہور و معروف مرکب اولاد کے محروم گودیوں کو ہرا بھرا کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر حمل قرار پا کر ضائع ہو جاتا ہو۔ یا بچے پیدا ہو کر چھوٹی عمر میں ہی ماں باپ کو داغ جدائی دے جاتے اور ان کے کلیجوں میں ناسور ڈال جاتے ہوں۔ تو اس شربت کا استعمال آبحیات کا سا اثر دکھاتا ہے۔ اس کے استعمال سے اولاد نرینہ کی خواہش بھی پوری ہوتی ہے۔ اگر آپ کے گھر میں بانجھ پن کا عارضہ ہے۔ یا مرض اٹھرا کی بیماری ہے۔ یا آپ کے گھر لڑکیاں ہی لڑکیاں ہیں۔ اولاد نرینہ کی خواہش ہے۔ تو آپ اس کے استعمال سے انشاء اللہ تندرست مضبوط اور طویل العمر اولاد نرینہ حاصل کر سکیں گے۔ اس کی خوبی دراصل اس کے استعمال ہی سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اتنی خوبیوں کے باوجود قیمت شربت حمل صرف چھ روپے آٹھ آنے (۶ عہ)

ناظم احمدیہ فارمیسی۔ قادیان ضلع گورداسپور

اکسیر دماغ

زندگی کو خوشگوار بنانے کیلئے اپنا صحت کو قائم رکھیں۔ اکسیر دماغ کا استعمال گویا صحت کا بیمہ کرانا ہے دوران سر سر کا چکرانا۔ دائمی نزلہ درد کم آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا جانا خفقان الطحال۔ نظر کا گھٹنا۔ کمزوری دل۔ دماغ کی کمی خون ہو کر کام نہ کر سکنا اور ہر قسم کی اعصابی کمزوریوں کے ازالہ کیلئے تمام دنیا میں ایک ہی اور بے نظیر چیز ہے خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے آج ہی منگوائیں۔ اور اس کے استعمال سے گئی گزری طاقتوں کو بحال کریں۔ اور خدا کے کا شکریہ ادا کریں۔ کہ یہ انعام اسی کی طرف سے ہے۔

قیمت دو روپیہ (عہ) فی تولہ ۳ تولہ ۵ روپے (دے)
۳ ماشہ دو روپیہ
خوراک ایک رتی

حکیم عزیز الرحمن شفا خانہ عزیز خلائق
قلعہ سٹریٹ امرتسر

خدا کی نعمت

نرینہ اولاد

۱۹۱۰ء میں خلیفۃ المسیح اول مولانا مولوی نور الدین صاحب نے میری شادی کرائی۔ بعد ازیں میرے گھر یکے بعد دیگرے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ چونکہ مولوی صاحب تمام مخلوق کے لئے رحمت تھے۔ آپ میرے ساتھ مہربانی فرماتے۔ کیونکہ ۱۹۰۲ء سے میں نے آپکے پاس رہنا شروع کیا۔ آپ مجھے پڑھانے اور شفقت فرماتے رہے۔ ایک روز طب کا سبق پڑھاتے ہوئے مجھ سے فرمایا۔ "میاں بچے تمہارے گھر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہ بیماری ہے۔ یہ نسخہ بنا کر استعمال کرو۔ خدا کے فضل سے لڑکے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ عجیب علاج ہے" میں نے خیال نہ کیا پھر میرے گھر تیسری لڑکی تولد ہوئی۔ تب میں نے آپکی بتائی ہوئی دوائی استعمال کی۔ اس کے استعمال کے بعد میرے تین لڑکے خدا کے فضل سے ہوئے۔ میں نے اپنے کئی دوستوں کو یہ دوائی کھلائی۔ انکے ہاں بھی اللہ تعالیٰ نے نرینہ اولاد عطا فرمائی جن دوستوں کو نرینہ اولاد کی خواہش ہو۔ یہ دوائی منگا کر استعمال کریں۔ خدا کے فضل سے نرینہ اولاد ہو گی۔

قیمت چھ روپے آٹھ آنے (۶ عہ)

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

بہترین مشین سیویاں (نو ایجاد)

نکل پلیٹڈ۔ خوبصورت۔ پائیدار۔ کم قیمت اور با افراط کام دینے والی

اس سے بہتر مشین سیویاں دنیا بھر میں نہ مل سکیگی

مختصر پرزے تھوڑا وزن

چھوٹا بچہ بھی بخوبی چلا سکتا ہے

موٹی و باریک دو چھلنیاں ہر مشین کے ہمراہ

قیمت سائز کلاں ۲ انچ قطر ۶ سائز خورد ۱½ انچ قطر ۵
محصولڈاک علاوہ

ایم عبدالرشید اینڈ سنز سوداگران مشینری احمدیہ بلڈنگ بٹالہ (پنجاب)

خوشخبری

بواسیر بواسیر

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ

میں یہ خوشخبری ان احباب کو دیتا ہوں۔ جو دیر سے مرض بواسیر میں مبتلا ہیں۔ ڈاکٹر اور حکیموں کے ہاتھوں سے لا علاج اور صحت سے ناامید ہو چکے ہیں۔ میں خدا تعالے کے فضل و کرم سے ہر قسم کی بواسیر کا علاج بغیر اپریشن کر سکتا ہوں۔ سو جو احباب علاج کرانا چاہیں۔ جلد میرے پتہ پر جوابی کارڈ تحریر کر کے پوری تحقیقات کریں۔

نوٹ:۔ فیس و دوائی کی قیمت بعد از صحت لی جائیگی۔

المشتہر

حکیم لقا محمد احمدی موضع بیر سیال ڈاکخانہ ہولے ضلع جالندھر

پشاور اور بخارا کے مشہور

خصوصی تحائف

ہر قسم کی مشہدی و پشاوری لنگیاں و ہر ایک رنگ و ڈیزائن کے بخاری قنا دیز ہر ایک قسم کے مشہدی و بخاری رومال۔ ہر ایک قسم کے زریدار و سلمہ ستارہ کے پشاوری کلاہ۔ مال بذریعہ وی۔ پی ارسال ہوگا ناپسندی پر محصولڈاک کاٹ کر قیمت واپس دیجائیگی۔

المشتہران

میاں محمد غلام حیدر احمدی جنرل مرچنٹس کریم پورہ پشاور

الفضل میں اشتہار دینے کا بہترین موقعہ ہے

قادیان میں سکنی اراضی
احباب کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ محلہ دارالبرکات میں جو
ریلوے سٹیشن کے عین سامنے اور اس کے بالکل قریب ہے قطعات قابل فروخت
موجود ہیں ریلوے روڈ پر بھی جو محلہ دارالبرکات اور محلہ دارالفضل کے درمیان واقع ہے۔
اور اندر کی طرف بھی۔ قیمت موقعہ اور حیثیت کے لحاظ سے الگ الگ مقرر کردی
گئی ہے۔ جو بذریعہ خط و کتابت معلوم کی جاسکتی ہے خواہشمند احباب مجھ سے
یا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل سے خط و کتابت فرمائیں *
مرزا بشیر احمد قادیان
قادیان کے بہترین تجارتی موقع پر
چند دکانیں اور مکان قابل فروخت
ہیں۔ موقعہ پر نشان دہی اور نقشہ و حیثیت عمارت وغیرہ کے
متعلق قابل دریافت امور کے لئے شیخ فتح محمد صاحب
مینیجر احمدیہ سٹور قادیان سے۔ اور قیمت وغیرہ کا تصفیہ
مینیجر صاحب یا میرے ساتھ کیا جائے *
ناظر تجارت قادیان
غور سے پڑھئے
آپ کے فائدہ کی بات ہے
صاحبان آپ نے اخبار الفضل میں "عرق نور" کی بابت
اشتہار دیکھا ہوگا۔ امراض جگر جس کے باعث انسان
کمزور۔ چلنے پھرنے سے لاچار۔ ذرہ سے کام سے دم
چڑھ جانا۔ کمی خون۔ کمزوری عام۔ بدن سفید یا یرقان
کی علامتیں ظاہر ہونا۔ اشتہا کم۔ قبض وغیرہ کی شکایت
ان کے لئے عرق نور اکسیر ہے۔ اور امراض تلی کے
لئے تریاق۔ موسمی بخار کے ایام سے پہلے اس کا
استعمال کیا جائے۔ تو بخار نہیں ہوتا۔ مصفی خون
اعلیٰ درجہ کا ہونے کی وجہ سے جیسے کہ مریض کیلئے
مفید ہے۔ ویسا ہی تندرست کیلئے مفید ہے جس
قدر عرق پیا جاوے اسی قدر خون صالح پیدا ہوکر چہرہ چمکتا
ہے۔ بیرونجات میں خشک دوائی روانہ کی جاتی ہے
پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ بھیجا جاتا ہے۔
قیمت ایک بوتل وزنی گیارہ چھٹانک ایک روپیہ (عہ)
بانجھ پن اور اٹھرا کے لئے عرق نور مجرب المجرب ہے
اس کے استعمال سے ماہواری خرابی اور قلت خون۔
درد وغیرہ دور ہوکر بچہ دانی قابل تولید ہوکر مراد
حاصل ہوتی ہے۔ اگر آپ علاج کرا کر مایوس یا بدظن
ہوگئے ہیں۔ تو آپ ایسا کریں۔ کہ ایک اقرارنامہ پختہ کاغذ
پر مصدقہ گواہان تحریر کرکے کہ ہم موجد عرق نور کو
مبلغ اسی روپیہ بعد حصول اولاد ادا کردیں گے۔ کسی
قسم کا عذر نہ ہوگا بھیجدیں۔ تو ہم آپ کو مفت دوائی روانہ
کردیں گے۔ صرف خرچ ڈاک آپ کو دینا ہوگا۔
نقد قیمت ۴۸ خوراک دوائی بمعہ شافہ قیمت للعہ
درد شقیقہ۔ ایک منٹ میں آرام۔ قیمت (عہ)
شیشی ایک اونس
درد گردہ۔ پندرہ منٹ میں آرام قیمت ایک تولہ
دو روپیہ (عمر) خوراک ایک ماشہ
درد عصابہ یا سل۔ دو منٹ میں آرام
قیمت دو روپیہ (عمر) شیشی ۲-اونس بمعہ چھ عدد گولیاں
بواسیر خونی ہر قسم قیمت دوائی خوردنی اور
لگانے کی) سے سے ۵ تک مطابق مرض
ملنے کا پتہ
ڈاکٹر نور بخش احمدی گورنمنٹ پنشنر
انڈیا اینڈ افریقہ قادیان پنجاب

ہندوستان کی خبریں

—— نئی دہلی ۱۸۔ فروری۔ آج کونسل آف سٹیٹ میں یہ قرارداد پیش ہوئی۔ کہ قانون اسلحہ ہند کو یا تو منسوخ کر دیا جائے یا جو قانون اسلحہ انگلستان میں رائج ہے۔ اس کی سطح پر قانون مذکور کو بھی لے آیا جائے۔ مسٹر کھاپرڈے نے تجویز مذکور میں یہ ترمیم پیش کی۔ کہ قانون اسلحہ ہند میں لچک پیدا کر کے قانون مذکور کی سختیوں کو ڈھیلا کر دیا جائے۔ اصل قرارداد اور ترمیم دونوں مسترد ہو گئیں۔

—— نئی دہلی ۱۸۔ فروری۔ سال نو کی فہرست خطابات جو ملک معظم کی علالت کی وجہ سے ملتوی کر دی گئی تھی۔ غالباً مارچ کے پہلے ہفتہ میں شائع کی جائیگی۔

—— دہلی ۱۶۔ فروری۔ حکومت کے محکمہ آبکاری نے شراب۔ چرس۔ بھنگ اور افیون کی فروخت کے لئے دہلی میں پونے چار لاکھ روپے کے عوض ٹھیکے دئے۔

—— نئی دہلی ۱۶۔ فروری۔ امان اللہ خاں افغانوں پر اپنا اثر و رسوخ دوبارہ قائم نہیں کر سکتے۔ اب آپ ہرات روانہ ہو گئے ہیں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ تاج و تخت دوبارہ حاصل کرنے کی سعی چھوڑ کر یورپ چلے جائینگے۔

—— پشاور ۱۸۔ فروری۔ موجودہ حکمران کابل نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس کا ملخص قارئین کرام کی معلومات کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔ اب لوگوں نے مجھے اپنا امیر تسلیم کیا ہے کیونکہ میں خادم شریعت ہوں۔ اور میرا مقصد امان اللہ خاں کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ کرنا تھا۔ میں نے امان اللہ خاں کو متنبہ کر دیا تھا۔ اور لکھ بھیجا تھا۔ کہ لوگ تجھے ملحد سمجھتے ہیں۔ اس لئے تم تخت کابل سے علیحدگی اختیار کر کے عنان حکومت کسی ایسے شخص خادم دین کے سپرد کر دو جسے سارا افغانستان تسلیم کرنے کے لئے تیار ہو۔ لیکن امان اللہ خاں کو اپنی بے بہا دولت۔ بے شمار بندوقوں۔ توپوں۔ طیاروں اور سلیح موٹروں اور اسلحہ خانوں پر گھمنڈ تھا۔ اس لئے کسی بات کا خیال نہ کیا اور باغیوں کو سزا کی دھمکی دیتا رہا۔ لیکن ایک ماہ کا عرصہ نہیں گذرا تھا کہ اس کے تمام ساز و سامان میرے ہاتھ آ گئے۔ اور بغیر خونریزی کے میں شاہی محلات پر قابض ہو گیا۔

امان اللہ خاں کو جب معلوم ہو گیا۔ کہ وہ تنہا رہ گیا ہے۔ تو اس نے اپنے بھائی کے حق میں تخت کابل سے دستبرداری دیدی۔ لیکن اسے بخوبی معلوم ہو گیا۔ کہ ایک ملحد کے فرمان کی کوئی وقعت نہیں ہو سکتی اس لئے تمام دنیا کے مسلمانوں اور اے افغانستان کے باشندو تمہیں معلوم ہو۔ کہ کابل کے علماء اور سادات اور دوسرے صوبجات کی وہ فوجیں جو میرے خلاف آمادہ پیکار ہوئی تھیں۔ اب ان سب نے میری اطاعت قبول کر لی ہے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کہ کسی ملک کی حکومت کا اجارہ صرف اس ملک کے شاہی خاندان ہی کو حاصل ہے۔ وہ طالوت کے اس قصہ کو یاد کریں۔ جو کلام الٰہی کے دوسرے پارے کے اخیر میں مذکور ہے۔

—— جدید دہلی ۱۸۔ فروری۔ جگدلک کے واقعہ سے پیشتر جو قبائل سردار علی احمد جان کی حمایت پر کھڑے تھے۔ ان میں سے اکثروں نے موجودہ حکمران کابل کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ وہ شنواریوں کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش بھی کر رہا ہے۔ اس نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس کے رُو سے تمام ملاؤں اور مذہبی راہنماؤں کے وظائف جنہیں امان اللہ خاں نے بند کر دیا تھا۔ پھر جاری کر دئے گئے ہیں۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ کرم کی سرحد پر انگریزی فوجیں جمع کی جا رہی ہیں۔ سرحدی پولیس کے چند دستے بھی اس سرحد پر پہونچ گئے ہیں۔

—— نئی دہلی ۱۹ فروری۔ اسمبلی کے اجلاس میں معتمد فوجی نے کہا۔ کہ گورہ فوج کو ولائت میں جو تنخواہ ملتی ہے۔ وہی ہندوستان میں دی جاتی ہے۔ انگلستان میں مصارف زندگی گھٹ جانے سے ۱۹۲۵ء میں فوجوں کی تنخواہیں بھی کم کر دی گئی تھیں۔ گورہ فوج کے مصارف بہ نسبت انگلستان کے ہندوستان میں گراں پڑتے ہیں۔

—— جدید دہلی ۱۹۔ فروری۔ وزیر تجارت نے آج اسمبلی میں محکمہ ریلوے کا میزانیہ بابت سال ۳۰-۱۹۲۹ء پیش کرتے ہوئے بتایا۔ کہ سال زیر بحث میں کل آمدنی کا تخمینہ بقدر ۱۰۵ کروڑ کے ہے۔ جو سال ماقبل سے قریب ایک کروڑ روپیہ کے زیادہ ہے اس سال کے مصارف کا اندازہ ۹۵ کروڑ ہے۔ جو اگرچہ سال ماقبل سے بقدر ۲ کروڑ کے زیادہ ہے۔ لیکن اس میں دو کروڑ سے زیادہ روپیہ شرح سود کی ایزادی کی وجہ سے محکمہ کو برداشت کرنا پڑا

—— نئی دہلی ۱۹۔ فروری۔ آج دوپہر کو مسٹر پٹیل صدر اسمبلی کی قیام گاہ پر ضیافت چاء دئے جانے کے موقعہ پر [illegible] گاندھی جی۔ پنڈت موتی لال نہرو۔ پنڈت مدن موہن مالویہ۔ ڈاکٹر انصاری مسٹر جناح ... سر ڈی۔ آر۔ سی بنڈزے۔ آنریبل مسٹر کریرار۔ مہاراجہ کشمیر۔ مہاراجہ بیکانیر۔ حضور نواب بھوپال۔ اور مسٹر کننگھم پرائیویٹ سکرٹری نے جلسہ میں شرکت کی۔ فری پریس کے نمائندہ نے دریافت کیا۔ تو پنڈت موتی لال نہرو نے کہا۔ چاء اچھی تھی۔ اور گفتگو بھی اچھی ہوئی۔ مگر کسی مسئلہ عامہ پر بحث نہیں ہوئی۔

—— پشاور ۱۸۔ فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ علی احمد جان مہمندوں کے علاقہ میں بمقام بائی مقیم ہے۔ اور اسے ازل خان نے پناہ دی ہے۔ جو مہمندوں کا ایک طاقت ور سردار ہے۔

—— جرنیل نادر خاں کے قندھار کی بجائے کابل جانے کے خیال کی اس امر سے تصدیق ہوتی ہے۔ کہ امان اللہ خاں اور نادر خاں کے تعلقات قدرے کشیدہ تھے۔ اور اسی وجہ سے جرنیل موصوف یورپ میں مقیم تھے۔

—— نئی دہلی ۱۹۔ فروری۔ صوبہ جلال آباد کی صورت حالات بد سے بدتر ہوتی جاتی ہے۔ اطلاع ملی ہے۔ کہ قبائل میں بہت سی خانہ جنگیاں ہوتی ہیں۔ شنواری جلال آباد شہر کے ویرانکدہ پر قابض ہیں۔ جلال آباد میں چند لوگوں کے سوا جو لوٹ مار کر رہے ہیں۔ کوئی متنفس نہیں ہے۔

—— جو لوگ ہوائی جہازوں پر کابل سے واپس لائے گئے ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ وہاں امن قائم ہو گیا ہے۔ اور کابل میں مقیم ہندوستانیوں کے مفاد کے لئے بہتر ہوگا۔ کہ گورنمنٹ ہند کی مانند اخبارات اور عام لوگ غیر جانبدار رہیں۔

—— کابل کے شمالی حصہ کوہ دامن میں فوجی تیاریوں کی خبر کی تصدیق وہ تمام مسافر کرتے ہیں۔ جنہیں وہاں سے واپس لایا گیا۔ موجودہ حکمران ۲۰ ہزار فوجی سپاہی تیار کر رہا ہے۔ تاکہ کابل پر امان اللہ خاں کے حملہ کرنے کی صورت میں انہیں استعمال کر سکے۔

—— کابل میں یہ افواہ گرم ہے۔ کہ موجودہ حکمران اس بات کا انتظار نہ کرے گا۔ کہ امان اللہ خاں خود کابل پر حملہ آور ہو۔ بلکہ وہ خود ہی قندھار پر فوج کشی کرے گا۔

—— پشاور ۱۹۔ فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ کوہاٹ کی آخری حد کچھی رنی ٹے کے مقام پر جہاں انگریزوں کی آخری فوجی چوکی ہے۔ فوج جمع کی جا رہی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ یہ تیراہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

—— بمبئی ۲۰۔ فروری۔ مسٹر جیجیبائی نے چہارشنبہ کو وفات پائی۔ مسٹر جیجیبائی سر ڈنشا اور پٹیٹ کے ساتھ ہر طرف سے اظہار ہمدردی کیا جا رہا ہے۔ متوفیہ سر ڈنشا کی صاحبزادی تھیں۔

—— نئی دہلی ۱۹۔ فروری۔ سر نارمن بولٹن چیف کمشنر شمال مغربی سرحدی صوبہ مختصر دورہ پر یہاں آئے ہوئے ہیں۔

—— کلکتہ ۱۷۔ فروری۔ یونیورسٹی کے سالانہ کانووکیشن میں ۲۶ خواتین نے ڈگریاں حاصل کیں۔

ممالک غیر کی خبریں

—— لنڈن ۱۸۔ فروری۔ قسطنطنیہ کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ کاظم پاشا جو اس فوجی ترکی وفد کے رئیس ہیں۔ جو پچھلے دنوں کابل آیا تھا۔ امان اللہ خاں کی طرف سے موجودہ حکمران کابل کے ساتھ گفتگو کر رہے ہیں۔ تاکہ مخاصمت بند ہو جائے۔

—— روما ۱۹۔ فروری۔ کل دوپہر کے وقت شہر روما کے لوگ متحیر ہو گئے۔ کیونکہ نیلے آسمان پر دو آفتاب درخشاں نظر آ رہے تھے۔ ان کے ساتھ ایک تابندہ محراب تھی۔ اور یہ دونوں آفتاب منقلب عینک کی مانند دکھائی دے رہے تھے۔ رصدگاہ کی جانب سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ یہ صرف فریب نظر ہے۔ فضا میں برف کی جو قلمیں تیرتی پھرتی ہیں۔ ان میں سے روشنی کے گذرنے کی وجہ سے یہ دھوکا ہوا ہے۔

—— قسطنطنیہ ۱۷۔ فروری۔ ۶۰ افغان افسر قسطنطنیہ کے فوجی کالج سے سند حاصل کر کے ۱۵۔ فروری کو قندھار روانہ ہو گئے ہیں۔ تاکہ امان اللہ خاں کو تخت کابل دلانے کیلئے کوشش کریں۔

—— طہران ۱۷۔ فروری۔ شاہی عساکر نے یلغار کر کے بلوچ باغیوں کو شکست فاش دی۔ جس سے ان کا شیرازہ منتشر ہو گیا اور ان کا سرغنہ دوست محمد خان گرفتار ہو کر دراب پہونچا یا گیا۔ جہاں سے اس نے شاہ ایران سے بذریعہ برقی پیغام عفو تقصیرات کی ...

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔